نمبر ۹۲ | مورخہ ۲؍ فروری ۱۹۳۲ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۴؍ رمضان ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۔ جنوری ۱/۲ ۵ بجے شام لاہور سے بذریعہ موٹر واپس تشریف لے آئے۔ حضور کی صحت بحمد اللہ اچھی ہے ؛

۳۱۔ جنوری۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے جموں سے اور جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مظفر آباد کشمیر سے واپس آئے ؛

۲۸۔ جنوری کی شام سے مختلف مساجد میں ۴۴۔ اصحاب اعتکاف بیٹھے۔ جن میں دس خواتین بھی ہیں ؛

۳۰۔ جنوری سے جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے اکیسویں پارہ سے مسجد اقصےٰ میں درس القرآن دینا شروع کیا ہے ؛

احباب جماعت و سکرٹری صاحبان کے لئے ضروری اعلان

حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲۔ جنوری ۱۹۳۲ء سکرٹریان مال کے نام بدیں غرض بھجوایا جا رہا ہے۔ کہ وہ افراد جماعت کو جمع کرکے حضور کے ارشاد کو سب تک پہونچا دیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ احباب جماعت سکرٹری صاحبان سے تعاون کرکے عند اللہ ماجور ہونگے۔ سکرٹری صاحبان سے بھی توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ خطبہ پہونچتے ہی اس کام کو سرانجام دینے کی جلد سے جلد کوشش فرمائیں گے۔ اور مناسب کارروائی کرکے حضور کی خدمت میں رپورٹ بھجوائیں گے ؛

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

"الفضل قادیان" صرف اخباری تار کا پتہ ہے

اس سے پہلے احباب کرام کی خدمت میں گزارش کی جا چکی ہے۔ کہ "الفضل قادیان" صرف ان تاروں کے لئے پتہ ہے۔ جو پریس ٹیلیگرام ہوں۔ یعنی جن میں اخبار میں شائع کرنے کے لئے کوئی اطلاع بھیجی جائے۔ باقی عام ضروریات و کاروبار کے لئے الفضل کے کسی کارکن سے کام ہو۔ تو اس کا نام یا عہدہ لکھنا چاہیئے۔ مثلاً منیجر الفضل یا ایڈیٹر الفضل۔ نیز کم از کم ۳ لفظ ضرور ہوں۔ ڈاکخانہ کی طرف سے ہمیں رجسٹرڈ نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ آئندہ وہ تار تقسیم نہیں ہوگا جس پر مندرجہ بالا ہدایت کے مطابق پتہ نہ ہوگا ؛

اخبار احمدیہ

ضروری تصحیح

سری نگر کے لیڈروں کی حال کی گرفتاری پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ نے وائسرائے ہند کو جو تار ارسال فرمایا۔ اس کے ایک فقرہ کا ترجمہ گزشتہ پرچہ میں اس طرح شائع ہوا ہے:۔

"اس بارے میں بالکل خاموش تھا۔ اور سرینگر و جموں کے نمائندگان کو بھی پُر امن رکھنے کی کوشش میں معروف تھا کشمیر کے مشہور و معروف راہنما مسٹر عبداللہ اور پونچھ کے منشی ضیاء الدین صاحب اس پُر امن کام میں ہمارے ممد و معاون تھے"

لیکن یہ صحیح نہیں۔ اصل ترجمہ یہ ہے:۔

اسی غرض سے میں نے ٹھنڈے مزاج کے آزمودہ کار نمائندے سرینگر اور جموں میں مقرر کر رکھے تھے۔ اور مسٹر عبداللہ صاحب مسلمانانِ کشمیر کے مشہور لیڈر اور منشی ضیاء الدین صاحب پونچھی ہمارے پُر امن کام میں ہمیں مدد دے رہے تھے:۔

تقررِ امیر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ نے اپریل ۱۹۳۲ء تک مولوی عبدالمنان صاحب کو جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ۔ ضلع ہوشیار پور کا امیر منظور فرمایا ہے

(ناظر اعلٰے)

چک ۵۶۵ میں احمدیہ مسجد

۲۵ر جنوری کو بعد نماز جمعہ خاکسار نے چک ۵۶۵ گوگیرہ برانچ میں احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھی۔ احباب تکمیل کے لئے خاص طور پر دُعا فرمائیں۔ خاکسار اللہ بخش۔

درخواست ہائے دُعا

۱- میرے بھائی حافظ احمد الدین صاحب ساکن ڈنگہ۔ اور ان کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ جن کی صحت کے لئے احباب سے دُعا کا خواستگار ہوں۔ خاکسار محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال قادیان ۲- میرا لڑکا عزیز عبدالقیوم قریباً ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ بخار و کھانسی اور گلے کی پرانی سوزش سے

بیمار ہے۔ اس کی بیماری کی وجہ سے مجھے سخت فکر اور بے چینی ہے۔ احباب سے خاص دُعا کے لئے درخواست ہے۔ خاکسار محمد عبدالرشید پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ ۳- میری صحت گزشتہ تین چار ماہ سے خراب رہتی ہے۔ احباب دُعا کریں اللہ تعالٰے مجھے تمام جسمانی اور روحانی امراض سے محفوظ رکھے۔ خاکسار معظم بیگ چلاس کشمیر ۴- میرا لڑکا منصور احمد شدید کھانسی کے عارضہ میں مبتلا ہے۔ اس کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے، خاکسار غلام احمد خاں ڈسپنسر گوگیرہ ۵- تمام احباب سے گزارش ہے۔ کہ میری دینی و دُنیوی بہبودی کے لئے دردِ دل سے دُعا فرمائیں۔ تاکہ مولا کریم میری تمام مشکلات کو حل اور حاجات پوری فرمائے۔ خاکسار محمد حسن نقل نویس ریاست پٹیالہ:۔

ولادت

۱- اللہ تعالٰے کے فضل سے ۱۱ جنوری کو خاکسار کے ہاں دُوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ احباب بچے کی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔ خاکسار ماسٹر مولا داد ہردوچھنی۔ ضلع گورداسپور:۔ ۲- برادرم بابو فیض الحق خاں صاحب کلرک آرڈیننس ڈیپارٹمنٹ لاہور کے ہاں اللہ تعالٰے نے لڑکی عطا کی ہے۔ اس سے قبل ان کے کئی بچے فوت ہو چکے ہیں۔ احباب خصوصیت سے دُعا فرمائیں۔ اللہ تعالٰے مولودہ کو عمر دراز اور سعادت دارین عطا کرے:۔ خاکسار ظہیر الحق خان متعلم ہائی سکول قادیان ۳- اللہ تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے ۲۰- دسمبر ۱۹۳۱ء کو مجھے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے نے مجید الدین رکھا ہے۔ احباب اس کی درازیٔ عمر اور سعادتِ دارین کے لئے دعا کریں۔ خاکسار حاکم علیخاں ہیڈ کلرک رسالدار

دُعائے مغفرت

۱- خاکسار کا بھائی فضل الٰہی فوت ہو گیا ہے۔ جس سے بہت صدمہ پہونچا ہے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ نیز احباب دعا کریں۔ اللہ تعالٰے میری مشکلات دُور کر دے۔ خاکسار غلام حسین پٹواری سوہلنگی۔ ضلع گوجرانوالہ

۲- میرے لڑکے عبدالسلام کا اڑھائی سالہ بچہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۲ء کو بعارضہ نمونیہ فوت ہو گیا ہے۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ہمارے لئے صبرِ جمیل اور نعم البدل کی دعا کریں۔ خاکسار شیخ محمد بخش۔ دوکاندار قادیان:۔

چوہدری شمشاد علیخاں صاحب مرحوم کی وفات پر اظہار افسوس

احمدیہ ایسوسی ایشن کٹک نے ۲۴ر جنوری ۱۹۳۲ء کے اجلاس میں حسب ذیل قرار دادیں بہ اتفاق آرا پاس کیں:۔

(۱) یہ ایسوسی ایشن جو اڑلیسہ کے احمدیوں کی نمائندہ ہے۔ چودھری شمشاد علیخاں صاحب مرحوم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پرنیا کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ آپ نہایت با اخلاق انسان اور اعلٰے درجہ کے افسر تھے۔ ہر شخص جسے آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ آپ کا مداح تھا۔ آپ کی وفات سے جماعت احمدیہ کو سخت نقصان پہونچا ہے:۔

(۲) یہ ایسوسی ایشن مرحوم کی بیوہ اور بچوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی اور دُعا کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالٰے اس صدمہ میں انہیں صبر کی توفیق دے:۔

(۳) ان قرار دادوں کی ایک نقل چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کو اس درخواست کے ساتھ بھیجی جائے۔ کہ وُہ اسے افراد متعلقہ تک پہونچا دیں نیز پریس کو بھی نقول بھیجی جائیں:۔

ترانۂ احمدی

(از میر اللہ بخش صاحب تسنیم منشی فاضل

خُدا سے ہم کلامی کے اگر ہیں مُدعی ہم ہیں،
جہاں میں دینِ فطرت کا ثبوتِ زندگی ہم ہیں۔

وُہ ہم ہیں جن پہ انعاماتِ ربانی کی بارش ہے
کہ فخرِ ہر دو عالم مصطفٰے کے اُمتی ہم ہیں،

صحابہ اور سلف کی رُوح کو تازہ کیا ہم نے
خُدا کے نام پہ ہے وقف جن کی زندگی ہم ہیں،

کیا ہے ہم نے رسمِ دعوت و تبلیغ کو زندہ
خزاں دیدہ ریاضِ دیں کی وجہ تازگی ہم ہیں،

ہمیں نے کر دیئے ٹکڑے صلیبی شان و شوکت کے
اگر ہیں خانہ برانداز دینِ عیسوی ہم ہیں،

ہمیں نے حق کو یورپ کے کلیساؤں میں پہنچایا،
ہے جن کے دم سے امریکہ میں پہنچی روشنی ہم ہیں،

ہیں لشکر رحمۃ للعالمیں کا ہم زمانے میں،
حوارئین و انصارِ مسیح احمدی ہم ہیں

کئے دل آشنا روحانیت کے ذوق سے ہم نے
مذاقِ زندگی میں چاشنیٔ سرمدی ہم ہیں،

ہیں عالمگیر بزمِ جاں میں دل آویزیاں اپنی،
کہ سازِ دینِ احمد کا سرودِ آخری ہم ہیں،

مجاہد ہیں حقیقت میں ہمیں تسنیم دُنیا میں
زبان و کلک سے مصروفِ جنگِ آشتی ہم ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

ریاست جموں کے ایک اور علاقہ میں جبر و تشدد

علاقہ راجوری کے مسلمان مصائب کے بھنور میں

تشدد کی خاطر جھوٹے الزامات

اس وقت تک ریاست جموں و کشمیر کے جس جس علاقہ کے مسلمانوں کو ڈوگرہ فوج اور ریاستی پولیس کے ذریعہ نشانۂ تشدد بنایا گیا۔ وہاں کے متعلق مسلمانوں کے خلاف ایسی ایسی خوفناک اور دہشت انگیز خبریں شائع کی گئیں۔ اور مسلمانوں پر اس قسم کے الزامات لگائے گئے۔ کہ جن کی وجہ سے ایک طرف تو تمام ہندوستان کے ہندو بے حد مشتعل ہوائیں۔ اور دوسری [illegible] کے مسلمانوں کو کچلنے اور تباہ و برباد کرنے کا رستہ صاف ہو جائے۔ چنانچہ جس علاقہ کے مسلمانوں کے متعلق اس قسم کا پروپگنڈا کیا گیا۔ ان پر معاً جبر و تشدد کی بجلیاں گرنے لگیں۔ اور انہیں ہر قسم کی سختی کا شکار بنایا گیا۔

علاقہ راجوری کے مسلمانوں پر الزامات

اب یا تو اس لئے کہ ہندوؤں نے مسلمانانِ ریاست خلاف خوفناک پراپگنڈا کرنے میں مہارت تامہ حاصل کر لی ہے اور یا اس لئے کہ جس حصۂ ریاست کے مسلمانوں کو قبل ازیں کچلنے کا موقعہ عمالِ ریاست کو نہیں ملا تھا۔ اُن پر مصائب و آلام کا وہ کوہِ گراں گرایا جائے جس کی وجہ سے پہلے کے تمام خونیں حادثات معمولی نظر آنے لگیں۔ چند دنوں سے ہندو اخبارات میں ریاست کے دُور اُفتادہ علاقہ بھمبر اور راجوری وغیرہ کے مسلمانوں پر جو اپنی بیکسی اور بے بسی میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ نہایت ہی خوفناک الزام لگائے جا رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ریاست سے انہیں بربادی اور ہلاکت کے گھاٹ اتارنے کے لئے انتہائی تشدد اختیار کرنے کے مطالبات کئے جا رہے ہیں۔

یہ الزامات اس قدر طویل ہیں۔ اور ایسی تفصیل کے ساتھ پے بہ پے ان کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ کہ اسے من و عن پیش کرنا ممکن نہیں۔ البتہ بطور نمونہ چند باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

"ملاپ" (۲۶ جنوری) میں بیان کیا گیا۔ کہ:-

"۱۵-۲۰- ہزار مسلمان کھلی بغاوت پر اُتر آئے ہیں۔ قصبہ تھنہ جہاں۔ کہ ہندوؤں کی کافی آبادی ہے۔ آٹھ بجے کے قریب مسلمانوں نے حملہ کر دیا۔ اور ایک گھنٹہ میں سارا قصبہ دوکانات لوٹ لئے گئے۔ حملہ آور پندرہ۔ سولہ ہزار کی تعداد میں تھے۔ لوٹ کر مندر مسمار کر دیا گیا۔ دھرم شالہ بھی لوٹ لی گئی ہے۔ سوائے ذیلدار علاقہ کے مکان کے کوئی مکان۔ دوکان نہیں بچی۔ تمام علاقہ میں شور مچا ہوا ہے۔ آمد و رفت کے راستے خطرناک ہو گئے ہیں۔ مسافر راستہ میں لوٹ لئے جاتے ہیں"۔

اسی اخبار میں دوسری خبر درج کی گئی ہے۔ کہ

"آج رات کو دوبارہ حملہ ہوا۔ جو مکانات۔ دوکانات باقی تھیں ان کو لوٹا و جلایا گیا ہے۔ حملہ آوروں کے آگے آگے گھوڑ سوار ہاتھوں میں ٹارچیں اور بگل لئے ہوئے تھے۔ بیان آیا ہے۔ کہ ملازمانِ جنگی جو رخصت پر ہیں۔ یا ریٹائرڈ ہیں۔ ساتھ شامل ہیں۔ باقاعدہ بگلوں کی آواز پر لوٹ مار شروع ہوتی ہے۔ اور بند ہوتی ہے۔ لوٹ مار کرتے وقت مسلمانوں کو کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی دوکانات پر کھڑے ہو جائیں۔ تاکہ ان کی دوکانات محفوظ رہیں۔ ہندو آبادی سخت خوفزدہ ہے۔ اِدھر اُدھر بھاگ رہی ہے۔ اور اپنی جان لے کر بزرگوں کے اثاثہ کو جواب دے رہی ہے۔ ہر طرف لوٹ کا بازار گرم ہے۔ کبھی کسی طرف سے بلہ کی خبر آتی ہے۔ اور کبھی کسی طرف سے۔ پتہ نہیں۔ کہ جنگی فورس کے پہونچنے تک ہندوؤں کا کیا حال ہو جائے گا۔ راہ چلتے مسافروں کو لوٹ لیا جاتا ہے۔ سردار نہتا سنگھ صاحب تحصیلدار نہایت تن دہی اور محنت سے صورتِ حالات کا بچاؤ کر رہے ہیں"۔

ایک طرف ان الزامات کی نوعیت کو دیکھئے جو مسلمانوں پر بے تحاشا لگائے گئے ہیں۔ اور دُوسری طرف اس امر پر غور کیجئے۔ کہ ایک تحصیلدار جو عمر رسیدہ بھی بتایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق یہ بیان ہے۔ کہ وہ صورت حالات کا بچاؤ کر رہا ہے۔ پھر مسلمانوں کا مجمع ہزاروں کا بتانے اور انہیں باغی قرار دینے کے باوجود صرف ٹارچ اور بگل سے کام لینے والے کہا گیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں تحصیلدار کو پولیس اور فوج کی امداد حاصل ہونے کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے "علاقہ سے ۲۵۰ کے قریب نفری امداد" منگوائی ہے جن میں سے اکثر مسلح ہیں۔ اگرچہ ان کے پاس سامان پرانے نمونہ کا ہے"۔

اس قسم کی باتیں مسلمانوں کے خلاف الزامات کو خود ہی بالکل بے بنیاد قرار دے رہی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ہندو الزام تراشی میں پورا زور صرف کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۷ جنوری (۱۴ ماگھ) کے "ملاپ" میں لکھا گیا۔ "یکم ماگھ سمت ۸۸ سے تمام علاقہ کے مسلمان باغی ہو کر ہندوؤں کے گھروں کو لوٹ کر نذرِ آتش کر رہے ہیں"۔ ۲۸ جنوری کے "ملاپ" میں بتایا گیا۔ کہ:- "تمام ضلع کے اندر سرکاری نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ اور سڑکیں خطرناک ہو گئی ہیں"۔

ہندو کیا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف اس قسم کے اتہامات کی ابھی تک کثرت اشاعت کی جا رہی ہے۔ اور ہندو اخبارات دروغ بافی اور فتنہ پردازی کی تمام طاقتیں اس علاقہ کے مسلمانوں کو متہم کرنے کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ریاست سے کہہ رہے ہیں۔ کہ:-

"جب تک ایروپلین۔ مشین گنز اور کافی فوجی نمائش نہ کی جائے گی۔ تب تک وہاں کے حالات پر قابو نہیں پایا جا سکتا"۔

ریاست کا بیان

ریاست کی طرف سے اس علاقہ کے متعلق جو سرکاری بیان ۲۸ جنوری کے "ملاپ" میں شائع ہوا ہے۔ اس میں مذکور ہے۔ کہ "تقریباً ایک درجن مواضعات لوٹ لئے گئے۔ اور متعدد مکانات جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیئے گئے ہیں۔ تھانہ اور ڈاک خانہ لوٹ لیا گیا ہے"۔

اگر اس بیان کو لفظ بلفظ بھی درست فرض کر لیا جائے۔ تو بھی ہندو اخبارات کے طول طویل مضامین جو مسلسل کئی دنوں سے شائع ہو رہے ہیں۔ محض جھوٹ اور غلط بیانی کا طومار ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن جو کچھ ہندوؤں کا اس سے منشاء ہے۔ وہ پورا ہو رہا ہے چنانچہ ریاست کا سرکاری بیان مظہر ہے کہ:-

"فوجی دستے اور رسالے تمام ممکن راستوں کے ذریعہ راجوری کو ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ بھمبر۔ اکھنور۔ اور رین پور ایڈیشنل پولیس بھی بھیجدی گئی ہے"۔

گولی چلادی گئی

چنانچہ ریاستی فوج نے اس علاقہ میں پہنچکر اپنا کام حسب معمول شروع کر دیا ہے۔ چونکہ یہ علاقہ ذرائع رسل و رسائل سے بالکل محروم ہے۔ مسلمان عام طور پر بے حد مفلوک الحال۔ بے علم اور حالاتِ زمانہ سے قطعاً ناواقف ہیں۔ اس لئے ان پر اس وقت تک جو کچھ گزر چکی ہے۔ اس کی تفصیلات سے آگاہ ہونا بہت مشکل ہو رہا ہے۔ تاہم کئی دنوں کے بعد جو اطلاعات اب پہونچی ہیں۔ وُہ نہایت ہی رنجیدہ ہیں۔ اور ہندو اخبارات میں بھی یہ شائع ہو چکا ہے۔ کہ مسلمانوں پر گولی بھی چلائی گئی ہے۔ چنانچہ راجوری سے ۲۵ جنوری کی جو اطلاع "رملاپ" (۳۰ جنوری) میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہے :-

"ملٹری آج اور بھی آگئی ہے۔ مگر اس شکر وار کو دونوں طرف سے گولی چلنے کی خبر ہے"

ان الفاظ میں اگر دوسری طرف سے مراد مسلمان ہیں۔ تو یہ قطعاً ناقابل اعتبار اور سراسر جھوٹ ہے۔ جن مسلمانوں کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور پیٹ بھرنے کے لئے اناج تک نہیں۔ ان کے متعلق یہ کہنا۔ کہ وُہ فوج کے مقابلہ میں گولی چلانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اتنا بڑا کذب ہے جس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ البتہ اگر یہ مراد ہو۔ کہ فوجیوں نے دونوں طرف سے مسلمانوں پر گولی چلائی۔ تو اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے ؛

بم بازی کا مطالبہ

بہر حال جبکہ ہندوؤں کا اپنا بیان ہے۔ کہ شکر وار کو فوج نے گولی چلائی۔ تو اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس علاقہ کے مسلمانوں کے خلاف بھی ہندوؤں کا پراپیگنڈا رنگ لے آیا۔ اور ان پر بھی گولیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ لیکن ہندوؤں کی اس سے تسلی نہیں ہوئی۔ اسے وہ "ریاست کی نرم پالیسی" قرار دے رہے اور کہہ رہے ہیں۔ کہ

"جب تک ہوائی جہازوں کے ذریعہ بم بازی نہ ہو گی۔ کچھ پیش نہ جائیگی۔ معمولی قانون کی رُو سے اب امن اس علاقہ میں محال ہے۔ جب تک سختی سے کارروائی نہ ہو گی۔ گرفتاریاں تک ہونی مشکل ہیں"

اس علاقہ کے مسلمانوں کے خلاف جس رنگ میں شور و شر مچایا جا رہا ہے۔ اور ریاست نے اس سے اثر پذیر ہو کر جو رویہ اختیار کیا ہے۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی عجب نہیں۔ اگر ہوائی جہازوں کے ذریعہ بم بازی بھی کی جائے۔ لیکن اگر ایسا نہ کیا جا سکے۔ تو تشدد کے دُوسرے طریق استعمال کرنے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں۔ اور نہ معلوم اس وقت تک اس علاقہ کے نہتے اور بے کس مسلمانوں پر کیا حالت گزر چکی ہو گی۔ اور مستقبل قریب ان کے لئے کیسی بھیانک شکل میں رونما ہونے والا ہے ؛

مصیبت زدہ مسلمانوں سے خطاب

ہمیں ان مسلمانوں سے جن پر مصائب و آلام کے کوہ گراں گرائے جا رہے ہیں۔ اور اس لئے گرائے جا رہے ہیں۔ کہ مدتوں کے تشدد سے تنگ آکر وُہ کیوں اپنے انسانی حقوق اور مطالبات کے لئے آواز بلند کر رہے ہیں۔ دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم اپنے قلب میں بے حد درد محسوس کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں صبر کی توفیق بخشے اور ان کے پاؤں کو جبر کی آندھیوں کے مقابلہ میں پُورا پُورا استقلال عطا فرمائے ؛

معلُوم نہیں ہماری یہ آواز ان تک پہنچ بھی سکے گی۔ یا نہیں لیکن اگر کسی نہ کسی طرح پہونچ جائے۔ تو ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانانِ ہند ان کے مصائب سے بے حد متأثر ہو رہے ہیں۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی ہر ممکن طریق سے کوشش کر رہی ہے۔ کہ مسلمانانِ ریاست نہ صرف وقتی مصائب اور مشکلات سے بچ جائیں۔ بلکہ مستقل طور پر امن و خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔ لیکن اس کے لئے سب سے بڑی ضرورت خود مسلمانانِ ریاست کی ہمت اور استقلال کی ہے۔

وُہ اس خدا کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے جو ہمیشہ سے مظلوموں کی مدد کرتا چلا آیا۔ اور ظالموں کو سرنگوں کرتا رہا ہے۔ یقین رکھیں۔ کہ خواہ ان پر کتنا بھی تشدد کیا جائے۔ آخر کامیابی انہیں حاصل ہو گی۔ اور ضرور حاصل ہو گی۔ اور جو لوگ اس جد و جہد میں جانی و مالی نقصان اٹھائیں گے۔ آنے والی نسلیں ان پر فخر کریں گی۔ اور اپنے سر بلند کر کے کہہ سکیں گی۔ کہ ہمارے آباء و اجداد نے اپنی جان و مال کی قربانی دے کر ہمیں اس ذلت و رسوائی کی زندگی سے نکالا جس سے ہماری انسانیت بھی کچلی جا رہی تھی ؛

پس گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ جب کسی معمولی سے کام میں بھی کامیابی تکلیف اٹھائے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ تو غلامی کے جُوئے سے بغیر مصائب اور مشکلات برداشت کئے نکلنا کیونکر ممکن ہے۔ ان تکالیف کا پیش آنا لازمی ہے۔ لیکن ان پر مستقل رہنا اپنی کامیابی کو یقینی بنانا ہے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ ریاست کے دوسرے علاقوں کے مسلمانوں کی طرح اس حصہ کے مسلمان بھی مصائب و آلام کو مردانہ وار برداشت کریں گے۔ اور اپنی آئینی جد و جہد میں پوری طرح ثابت قدم رہیں گے ؛

ریاست سے

اس موقعہ پر ہم ریاست سے بھی یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جب سے مسلمانوں نے انصاف طلبی کے لئے جد و جہد شروع کی ہے اسی وقت سے ریاست اگر دور اندیشی اور تدبر سے کام لیتی۔ تو حالات اس حد تک نازک صورت نہ اختیار کرنے پاتے۔ لیکن ریاست نے اپنی طاقت اور قوت کے زُعم میں اور مسلمانوں کی بے کسی اور بے بسی کی وجہ سے انصاف پسندی کی بجائے تشدد اور جبر سے کام لینا ضروری سمجھا۔ اور بار بار اس کا تجربہ کیا۔ جس کا نتیجہ وُہی ہوا۔ جو ہونا چاہئے تھا کہ ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بے اطمینانی۔ اور اضطراب پھیل گیا۔ اور آج بلا شک و شُبہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ریاست سر تا پا مشکلات میں گھری ہُوئی ہے۔ اور روز بروز اس کی حالت نازک ہوتی جا رہی ہے۔ کیا ابھی وُہ وقت نہیں آیا۔ جب ریاست اپنے اس رویہ پر غور کرے۔ اور تشدد کی بجائے نرمی کی طرف مائل ہو۔ ریاست تشدد کا کافی سے بڑھ کر تجربہ کر چکی ہے۔ اور اس پر اچھی طرح واضح ہو چکا ہے۔ کہ اس طرح نہ تو مسلمانوں کو دبایا جا سکتا ہے اور نہ انہیں حقوق حاصل کرنے کی جد و جہد سے روکا جا سکتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تشدد سے باز نہیں آتی۔ بلکہ روز بروز اس میں اضافہ کرتی جا رہی ہے ؛

اس موقعہ پر ہم پھر ریاست کو یہ خیر خواہانہ مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ وُہ سختی اور تشدد کے ہاتھ کو روک کر انصاف اور عدل کی طرف مائل ہو۔ اور جلد سے جلد مسلمانوں کے مطالبات پورے کر کے امن و امان قائم کرنے کی کوشش کرے ؛

اشتعال انگیز اور جھُوٹی خبریں

مہاراجہ صاحب کشمیر نے ایک نیا آرڈی ننس جاری کیا ہے جس میں اشتعال انگیز اور جھوٹی خبروں کی اشاعت روکنے کے لئے سزائے قید و جرمانہ مقرر کی گئی ہے۔ اگر یہ آرڈی ننس بھی صرف مسلمانوں کو مدِ نظر رکھ کر شائع نہیں کیا گیا۔ اور ہندوؤں کے لئے بھی اس کا نفاذ ہُوا ہے۔ تو سب سے اول اس پر راجوری اور بھمبر کے علاقہ میں عمل ہونا چاہیئے۔ جہاد کے متعلق ہندوؤں نے ہندو اخبارات میں وُہ طوفان بے تمیزی مچا رکھا ہے۔ کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ لیکن اگر یہ درست ہے کہ اس پروپیگنڈا کی تہ میں ہندو افسروں کا ہاتھ ہے۔ اور وہی اشتعال انگیز خبریں اور مضامین ہندو اخبارات میں بھیج رہے ہیں۔ جن میں ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف بے حد مشتعل دلایا جا رہا ہے تو آرڈی ننس کے نفاذ کے بعد بھی اس کا ازالہ نہ ہو گا ؛

ریاست کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کی ضرورت

ریاست کشمیر کے ہندو مسلمانوں کے مقابلہ میں نہایت قلیل التعداد ہونے کے باوجود جو فتنہ انگیزی کر رہے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ریاستی حکام پر انہیں بہت کچھ بھروسہ ہے۔ اور دُوسری وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے ہندو ان کی ہر طرح امداد کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن بے کس اور بے بس مسلمان جہاں ریاست کی طرف سے تشدد کا نشانہ بن رہے ہیں۔ وہاں مسلمانانِ ہند باوجود ان کی حالت زار کے متعلق نت نئی آگاہی حاصل کرنے کے لاپرواہی سے کام لے رہے ہیں ؛

آریہ سماج کے مشہور لیڈر لالہ ہنسراج صاحب کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ انہوں نے میر پور۔ کوٹلی۔ راجوری بھمبر کے علاقوں کے ہندوؤں کی امداد کا ذمہ لیا ہے۔ اور ہندو بڑی بڑی رقمیں ان کے سپرد کر رہے ہیں۔ کیا مسلمانوں کو

تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے لئے ہدایات

انعام حاصل کرنے کے لئے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے

۳۱ جنوری کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تقسیم انعامات کی تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر فرمائی

قریباً دو سال کا عرصہ ہوا۔ میں نے اس ہال میں

انعامات کے متعلق بعض ہدایات

دی تھیں۔ اور چونکہ ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس لئے پھر بیان کر دیتا ہوں۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ انعام لینے والا آتے اور جاتے السلام علیکم کہے۔ لیکن سوائے ایک دو طالب علموں کے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ پھر میں نے بتایا تھا۔ کہ جس وقت کسی کو انعام دیا جائے۔ وہ جزاک اللہ کہے۔ اور باقی سب بارک اللہ کہیں۔ مگر جزاک اللہ کے الفاظ مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر فرض کفایہ کے طور پر کہتے رہے ہیں۔ لیکن عام طور پر طالب علم اس میں شامل نہیں ہوئے

در اصل اس قسم کی روایات بھی

انسانی طبائع پر اثر

کرتی ہیں۔ اس لئے ان کا قیام ضروری ہے۔ اس سے طبیعت میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور حوصلے بڑھتے ہیں۔ گویا جو غرض انعام دینے کی ہے۔ وہی ان کی بھی ہے۔ اگر ایک طالب علم خاموشی کے ساتھ آئے۔ اور انعام لے کر واپس چلا جائے۔ تو اس پر اس کا اتنا گہرا اثر نہیں ہوگا۔ لیکن جب وہ یہ محسوس کرے۔ کہ انعام حاصل کرنے میں جو عظمت حاصل ہوتی ہے۔ اسے اس کے ساتھیوں نے محسوس کیا ہے۔ تو اس کی طبیعت پر اس انعام کا بہت زیادہ

گہرا اثر

ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد میں ان طلباء کو جو یہاں موجود ہیں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ انعامات جن اغراض کے لئے دیئے گئے ہیں۔ وہ بہت مبارک ہیں۔ اور انہیں چاہیئے۔ کہ کوشش کر کے انہیں حاصل کریں۔

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

نے بھی جو کام کیا ہے۔ وہ بھی بہت مبارک ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی کوششوں اور سعیوں کو آگے سے بھی زیادہ کرے گی۔ اور اپنے کام کے لحاظ سے ایسی نمایاں حیثیت اختیار کرنے کی کوشش کرے گی۔ کہ اس کی ضرورت اور فائدہ اور زیادہ اہم سمجھا جانے لگے

اللہ تعالےٰ نے انسان کو ایسی قوتیں عطا کی ہیں۔ کہ وہ

روز بروز ترقی

کر سکتا ہے۔ اور دنیا کے اندر کوئی چیز ایسی نہیں۔ جو ترقی نہیں کر رہی بلکہ ایک معنوں میں

خدا تعالیٰ کا کلام

بھی ترقی کر رہا ہے۔ یعنی اس کے معارف لوگوں پر روز بروز زیادہ کھلتے جا رہے ہیں۔ وہ آیات قرآنی جو ایک زمانہ میں

مسلمانوں کے لئے ابتلاء

کا موجب سمجھی جاتی تھیں۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل وہ

اسلام کی صداقت کے لئے دلیل

و برہان کا کام دیتی ہیں۔ اسی طرح قانون قدرت بھی ترقی کر رہا ہے۔ اور یہ خیال کرنا کہ انسانی دماغ کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ ایسی بات ہے۔ جس سے زیادہ اور کوئی لغو بات نہیں ہو سکتی۔ بعض نادانوں نے میرے

ایک فقرہ پر اعتراض

کیا ہے۔ جس میں میں نے کسی موقع پر کہا تھا کہ انسان کے لئے یہ ممکن ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس حالت روحانیہ کو پہنچے یا اس سے بڑھ جائے۔ جو حضور علیہ السلام کی کسی زمانے میں تھی۔ غیر احمدیوں کی طرف سے اس پر بہت اعتراض کئے گئے ہیں۔ اور اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن نادان اتنا نہیں سوچتے۔ کہ آپ کی

موجودہ روحانی حیثیت

اس سے بہت بلند و بالا ہے۔ جو بوقت بعثت یا انتقال تھی۔ یہ خیال کرنا۔ کہ آپ آج بھی اسی مقام پر ہیں۔ اس سے زیادہ ہتک آپ کی کوئی نہیں ہو سکتی۔ اور جب آپ آگے بڑھتے اور ہمیشہ ترقی کر رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ آپ کی امت نہ بڑھے۔ نادان ایسے اعتراضات کر کے چاہتے ہیں۔ کہ عارضی طور پر ہمارے خلاف

طبائع میں جوش اور ہیجان

پیدا کر دیں۔ لیکن یہ نہیں سمجھتے۔ کہ ایسے اعتراضات انسان کی روحانیت اور دماغی ترقی کا خون کرنا ہے۔ اور انسان کو دائرہ ترقیات سے نکال کر مایوسی کی ظلمت میں لے جاتا ہے

بہرحال ہر

چیز ترقی

کرتی ہے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ کا کلام اور دین بھی ترقی کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں یہ خیال کرنا۔ کہ کسی انسٹی ٹیوشن کا نظام جس طرح کسی وقت میں قائم کیا گیا تھا۔ اپنی جگہ پر بدستور رہنا چاہیئے۔ اور اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ غلط خیال ہے۔ اولڈ بوائز ایک طرف اس نظام کی خامیوں سے واقف ہیں۔ اور دوسری طرف اس کی خوبیوں سے آگاہ۔ اس کے علاوہ یہاں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے دوسرے شہروں اور انسٹی ٹیوشنوں کی ترقیات کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اس لئے وہ دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ خیالات اور ہمارے نظام کے درمیان

اتصالی زنجیر کی ایک کڑی

ہیں۔ جو اگر صحیح طور پر استعمال کی جائے۔ تو ہماری ترقی میں ممد ہو سکتی ہے۔ پس اگر اولڈ بوائز ایسوسی ایشن روحانی جسمانی۔ دینی۔ دنیوی تعلیم اور دیگر ضروری امور کے متعلق اپنے تجارب سے ہیڈ ماسٹر صاحب اور دوسرے کارکنوں کو مطلع کرتی رہے۔ اور ایسی تجاویز پیش کرتی رہے جس سے نظام بہتر سے بہتر ہو سکے۔ تو یہ ایک ایسی خدمت ہوگی جو نہ صرف اس نسل کے لئے بلکہ

آئیندہ نسلوں کے لئے بھی مفید

ہوگی۔ اور ایسوسی ایشن کے لئے مستقل طور پر ثواب کا محرک اور اجر کا موجب ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ایسوسی ایشن اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ آئیندہ اپنی کوششوں کو زیادہ تیز کرے گی۔

اس کے بعد میں

طالب علموں سے

یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ صرف اس امر کو مدنظر نہ رکھیں۔ کہ جو انعام ملے ہیں۔ وہ صرف چاندی، سونے یا ملمع کا کوئی تحفہ ہے۔ یا کوئی کتاب ہے جس کی قیمت معمولی ہے۔ اور اس سے دگنی بلکہ چار گنی قیمت کی چیز وہ خود خرید سکتے ہیں۔ بلکہ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کی خریدی ہوئی چیز ان کی اپنی ہے لیکن دوسرے کی طرف سے دیا ہوا انعام

دوسروں کی زبان اور عمل

سے اس امر کا اقرار ہوتا ہے۔ کہ تم اس کے مستحق ہو۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی کو انعام مل جائے۔ تو بعض دوسرے طالب علم کہتے ہیں۔ کہ اس کی رعایت کی گئی۔ یہ

نفس کا دھوکا

ہوتا ہے۔ صرف دوسروں کے سامنے اپنی خفت کو کم کرنے کے لئے یہ آڑ لے لیتے ہیں۔ اور تعجب ہے۔ کہ میں نے بعض والدین کو بھی دیکھا ہے اپنی اولاد کی طرف سے اس قسم کے پیدا کردہ

دھوکا کا شکار

ہو جاتے ہیں۔ اور اسوجہ سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ کہ ہمارا لڑکا لائق ہے

مگر سکول میں وہ سفر کی بلاوجہ رعایت کی جاتی ہے۔ ایک شخص نے میرے پاس شکایت کی کہ میرا لڑکا عربی میں بہت لائق ہے۔ مگر استاد نے ذاتی پرخاش کی وجہ سے اسے فیل کر دیا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ تو عربی جانتے نہیں۔ آپ کو کیسے علم ہو گیا۔ کہ لڑکا عربی میں لائق ہے کہنے لگے۔ وہ خود کہتا ہے میں نے کہا اچھا۔ یہ تو ایسی بات ہے جس کا میں بھی تجربہ کر سکتا ہوں۔ میں نے اس لڑکے کا پرچہ منگوایا۔ استاد نے اسے شاید

سو میں سے تین نمبر

دیئے تھے۔ مگر مجھے اس کے بیچارہ کی بجائے عقل پر حیرانی ہوئی۔ کہ اس پرچہ کے لئے اس نے کس طرح تین نمبر دیدیئے۔ دراصل فیل کرنے میں اس نے ظلم نہیں کیا۔ بلکہ تین نمبر دینا ظلم تھا۔ تو میرا یہ لمبا تجربہ ہے۔ کہ اپنے متعلق لوگ غلط رائے قائم کر لیتے ہیں۔ اس لئے میں

طلباء کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ انعام لینے والوں کے متعلق یہ مت خیال کریں۔ کہ ان سے رعائت کی گئی ہے۔ بلکہ یہی سمجھو۔ کہ وہ تم سے بڑھ گیا۔ تا تمہارے اندر غیرت پیدا ہو۔ اور اس سے بھی آگے نکلنے کے لئے تمہارے دل میں امنگ اور ولولہ پیدا ہو سکے۔ جو شخص آسانی سے اس بات کو برداشت کر لیتا ہے۔ کہ دوسرا اس سے آگے بڑھ جائے۔ وہ کوئی ترقی نہیں کر سکتا جب تک ہر قدم پر یہ احساس نہ ہو کہ دوسرا مجھ سے بڑھنے نہ پائے۔ اور

جائز ذرائع سے آگے بڑھنے کی کوشش

نہ کی جائے۔ اس وقت تک آئندہ زندگی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ بھی مت خیال کرو۔ کہ جو انعام دیا گیا ہے۔ وہ بالکل بے حقیقت ہے۔ اور تم اس سے بہت زیادہ قیمتی چیز خود خرید سکتے ہو۔ یاد رکھو۔ کہ

ایک پیسہ کی مالیت کا انعام

لاکھ روپیہ کی قیمتی چیز سے جو تم نے خود خرید کی ہو۔ بدرجہا اچھا ہے پیسہ کا انعام حاصل کرنے والا دراصل اپنے

تمام ساتھیوں کو شکست

دیکر اور فتح کر کے وہ انعام حاصل کرتا ہے۔ اس لئے اس کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ ایک پہلوان سے اگر ایک پیسہ چھین لیا جائے۔ تو وہ بہت زیادہ قیمتی ہے۔ اس پونڈ سے جو زمین پر پڑا ہوا اتفاقاً مل جائے بلکہ میں کہوں گا۔ وہ مٹی کا ڈھیلا جو پہلوان سے چھین لیا جائے۔ اس

لاکھ روپیہ کی تھیلی سے

بھی زیادہ قدر رکھتا ہے۔ جو مفت میں ہاتھ آ جائے۔ کیونکہ اس میں تمہاری کوئی خوبی نہیں ؀

پس اپنے نفس کو دھوکا دینے کی مت کوشش کرو۔ اور جب بھی تمہارا کوئی ساتھی انعام حاصل کرے۔ سمجھ لو۔ کہ وہ تم سے بڑھ گیا ہے اور آئندہ اس سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ میں دعا پر اس تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ استادوں پر بھی رحم کرے اور طلباء کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ انعام کی حقیقت کو سمجھ سکیں ؀

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے متعلق اہم کوائف

۳۱ جنوری تعلیم الاسلام ہائی سکول کا جو تقسیم انعامات کا جلسہ منعقد ہوا۔ اور جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے طلباء کو اپنے دست مبارک سے انعام عطا فرمائے۔ اس میں جناب مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے متعلق حسب ذیل کوائف حضور کی خدمت میں پیش کئے ؀

شکریہ

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پیشتر اس کے کہ میں اس مقصد کا ذکر کروں جس کے لئے حضور نے از راہ کرم یہاں قدم رنجہ فرمایا ہے میں طلباء و اساتذہ ہائی سکول کی طرف سے حضور کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ حضور نے باوجود اپنی بے انتہا مصروفیتوں کے اپنے قیمتی اوقات کا ایک حصہ کارکنان ہائی سکول کے لئے وقف فرمایا ہے جس مقصد کے لئے حضور کو یہاں قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف دی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آج حضور اپنے دست مبارک سے دینیات۔ کھیلوں اور دیگر علمی شعبوں کے انعامات تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کو و دیگر کھیلوں میں حصہ لینے والوں کو عطا فرمائیں۔ جو ان کے لئے اولڈ بوائز ایسوسی ایشن اور دیگر اساتذہ اور احباب کی طرف سے تجویز کئے گئے ہیں

سکول کے متعلق ضروری امور

لیکن پیشتر اس کے کہ میں حضور سے تقسیم انعامات کے لئے استدعا کروں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ بعض ضروری امور جو اسکول کی ترقی اور عام حالت کے متعلق ہیں۔ حضور کے سامنے پیش کروں۔ سیدی! اس وقت سکول ہذا کے سٹاف پر ۲۷ اساتذہ کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے نو گریجوایٹ ہیں۔ ۲۵ اساتذہ ٹرینڈ اور سرٹیفکیٹڈ ہیں۔ باقی دو میں سے جو ان ٹرینڈ ہیں۔ ایک پرانا تجربہ کار استاد ہے۔ اور دوسرا گریجوایٹ ہے۔ تمام اساتذہ خدا کے فضل سے محنتی۔ دیانتدار اور فرمانبردار ہیں اور اپنے فرائض کو تندہی سے ادا کرنے والے ہیں۔ تعداد طلباء ۱۹۰۶ء میں ۱۷۳ تھی۔ ۱۹۰۹ء میں ۲۱۴۔ ۱۹۱۴ء میں ۳۷۴۔ ۱۹۱۹ء میں ۴۳۴۔ ۱۹۲۸ء میں ۵۲۳۔ ۱۹۳۰ء میں ۵۳۳ اور ۱۹۳۱ء میں ۴۳۰ ہے۔ گویا ایک سال میں تقریباً ایک سو طلباء کا اضافہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے کہا جا سکتا ہے۔ کہ آئندہ سالوں میں یہ تعداد اس حد تک پہنچ جائیگی۔ کہ ہم حضور کے سامنے کالج کی تجویز پیش کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اور کالج کی عمارت کے لئے درخواست کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی خدمات

مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ محبت رکھنے اور اس کی ترقی اور بہبودی میں کوشاں رہنے والے احباب کے لئے آج کی تقریب ضرور دلی مسرت کا موجب ہوگی۔ میں اس ضمن میں تعلیم الاسلام ہائی سکول اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی خدمات قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ جنہوں نے اس باب کا ازسرنو آغاز کیا۔ اور طلباء سکول میں دینی اور دیگر علوم کا شوق پیدا کرنے کے لئے انعامات کا سلسلہ جاری کیا۔ پچھلے سال سکول کی بہتری اور بہبودی کے لئے ایسوسی ایشن نے بہت سے مفید مشورے دئیے۔ اور آج کی تقریب بھی دراصل انہی مشوروں کے تحت میں عمل میں آئی ہے۔

ایسوسی ایشن کی تین تجاویز

پچھلے سال مارچ کے وسط میں سیکرٹری صاحب اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی طرف سے ذیل کی تین تحریکیں میرے پاس پہنچیں۔ جو ان کی مجلس منتظمہ نے ریزولیوشن کی صورت میں میرے پاس بھجوانے کے لئے سیکرٹری صاحب کے سپرد کی تھیں۔

پہلی تجویز

پہلی تحریک میں درج تھا۔ کہ طلباء مدرسہ میں دینی علوم کا شوق پیدا کرنے کے لئے سال میں کسی مناسب وقت پر دینیات کا ایک خاص امتحان لیا جائے۔ اس امتحان میں جماعت ہفتم سے لے کر جماعت دہم تک کے طلباء شامل ہوں۔ پرچے ہر جماعت کے علیحدہ علیحدہ ہوں اور جو طالب علم اپنی جماعت میں اول نمبر پر رہیں۔ ان کو انعام دیا جائے۔ ممتحنوں کا انتخاب پرچے دیکھنے۔ اور انعامات کے مہیا کرنے کا انتظام ایسوسی ایشن نے اپنے ذمے لیا۔ چنانچہ اس تحریک کی بناء پر پچھلے سال اگست کے دنوں میں یہ امتحان ہوا۔ ہم ممنون ہیں۔ کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے پرچے بنائے اور جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے

اور جناب ڈاکٹر سید عنایت اللہ شاہ صاحب اور جناب مولوی محمد جی صاحب نے پرچے دیکھنے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ میں بطور استحسان اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور میر محمد اسحاق صاحب نے پرچے اس خوبی سے بنائے۔ اور وہ ایسے جامع تھے۔ کہ آئندہ دینیات کا سلیبس تیار کرنے کے لئے وہ بطور گائیڈ کے کام آئے۔

قابل انعام طلباء

جو طلباء اپنی جماعت میں اول رہے ان کے اسماء مع حاصل کردہ انعام کے درج کرتا ہوں۔

نمبر شمار	جماعت	نام طالب علم	انعام
(۱)	دہم	عطاء الرحمن	طلائی تمغہ
(۲)	نہم	محمد ہاشم	نقرئی تمغہ
(۳)	ہشتم	سردار محمد	نقرئی تمغہ
(۴)	ہفتم	غلام حسین	سیرۃ خاتم النبیین ہر دو حصص
(۵)	ہفتم	محمد دین	سیرۃ خاتم النبیین ہر دو حصص

دوسری تجویز

دوسری تحریک جو سیکرٹری صاحب نے میرے پاس بھجوائی۔ اس کی غرض طلباء میں ظاہری علوم کا شوق پیدا کرنا تھا۔ اس ریزولیشن میں مندرج تھا۔ کہ ۱۹۳۲ء کے امتحان میٹریکولیشن میں سکول بھر میں اول رہنے والے طالب علم کو بشرطیکہ وہ ۵۵۰ نمبر حاصل کرے ایک طلائی تمغہ ایسوسی ایشن کی طرف سے دیا جائیگا۔ اس امر کا اعلان میں نے انہی دنوں میں کر دیا تھا۔

تیسری تجویز

تیسری تحریک یہ تھی کہ سکول میں ایک رول آف آنر تیار کیا جائے۔ جس میں ایسے طلباء کے نام درج ہوں۔ جو ابتداء سکول سے لے کر اب تک یونیورسٹی کے امتحانوں میں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہو کر اپنی جماعت میں اول نمبر پر رہے اور آئندہ بھی ان شرائط کو پورا کرنے والے طلباء کے نام اس رول آف آنر میں درج ہوا کریں۔ رول آف آنر امید ہے انشاء اللہ اس سال تیار ہو سکے گا۔ اور اگلے سال تقسیم انعامات کے موقعہ پر احباب اسے ہال میں آویزاں دیکھیں گے۔ احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ یہ سب انعامات پھر اس سال رکھے گئے ہیں۔ اور ایسوسی ایشن کا ارادہ ہے۔ کہ بہ توفیق ایزدی اس سلسلہ کو جاری رکھا جاسکے۔

ایسوسی ایشن کو مضبوط بنایا جائے

میں مختصر طور پر صرف چند ایک ضروری تجاویز مع ایسوسی ایشن کا ہی ذکر اس موقع پر کر سکتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی عرض کر دیتا ہوں کہ چونکہ ایسوسی ایشن اپنے استحکام کی کوشش کی ابھی ابتدائی منازل طے کر رہی ہے۔ اور چونکہ اس کی مضبوطی کے ساتھ سکول کے بہت سے فوائد وابستہ ہیں۔ اس لئے میں ان احباب سے جو اس سکول سے علمی اور روحانی فوائد حاصل کر چکے ہیں درخواست کروں گا۔ کہ وہ خود بھی ممبر بنیں اور اپنے دوستوں کو بھی ایسوسی ایشن کا ممبر بنا کر اس کی حالت کو مضبوط بنانے میں ممد و معاون ہوں۔

ورزش جسمانی کی ضرورت

حضور نے ورزش جسمانی کی اہمیت کے متعلق ایک دفعہ احمدیہ ٹورنمنٹ کے تقسیم انعامات کے موقع پر فرمایا تھا کہ احمدیہ ٹورنمنٹ سال میں ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ دو دفعہ ہونا چاہئے۔ تاکہ جماعت کے نوجوانوں میں ورزش جسمانی کی طرف توجہ رہے۔ چنانچہ کئی سال تک احمدیہ ٹورنمنٹ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ لیکن دو تین سال سے اس میں کسی وجہ سے توقف ہو گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ سکولوں میں کھیلوں کی روح کو زندہ رکھنے کا ایک زبردست ذریعہ تھے۔ لیکن جب سے وہ بند ہوئے۔ احمدیہ ٹورنمنٹ نے ہمارے سکول میں اس روح کو برقرار رکھنے میں بڑا کام کیا۔ لیکن ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ اور احمدیہ ٹورنمنٹ دونوں کا بند ہو جانا کھیلوں کی روح کے لئے پیغام موت کے مترادف ہے۔

ہائی سکول میں کھیلوں کا نظام

اس کمی کو پورا کرنے کے لئے لازماً ہائی سکول میں کھیلوں کا نظام اس طریق پر رکھنا پڑا۔ کہ طلباء کو جسمانی ورزش کا شوق اور مقابلے کی روح کا احساس باقی رہے۔ چنانچہ جماعت ہشتم۔ نہم اور دہم کے طلباء کو تین گروپوں میں تقسیم کر کے ایک ایک سینئر استاد کے چارج میں دیدیا گیا۔ جو نہ صرف ان کی جسمانی صحت بلکہ تعلیمی اخلاقی اور روحانی ترقی کے بھی ذمہ وار ہوں۔ نیز ان کے اندر مقابلے کی وہ روح پیدا کریں۔ جو کھیلوں کا اصلی مقصد ہے۔ نیز ہم نے اس میں بعد از مشورہ یہ بھی تجویز کی۔ کہ ہر ایک گروپ کے انچارج اپنی طرف سے ایک ایک کپ فٹ بال۔ ہاکی۔ والی بال اور کرکٹ کے لئے رکھیں۔ اور پھر ان گروپوں کا آپس میں مقابلہ کرایا جائے۔ چنانچہ ماسٹر علی محمد صاحب۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب اور صوفی محمد ابراہیم صاحب نے ایک ایک کپ اپنی طرف سے عنایت کیا اور ایک کپ خاکسار نے رکھا۔ گذشتہ ماہ دسمبر میں ۹ تاریخ سے لے کر ۱۳ تک یہ مقابلے ہوئے۔ ہر گروپ کی ہر ایک ٹیم دوسرے گروپ کی ٹیم سے کھیلی۔ ان میچوں میں سکول کے اولڈ بوائز یعنی مکرمی مرزا گل محمد صاحب ملک غلام فرید صاحب اور چوہدری عصمت اللہ خان صاحب نے ریفری شپ کے فرائض ادا کئے۔ جس کے لئے ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ ماسٹر علی محمد صاحب کے A گروپ نے دو کپ جیتے۔ یعنی ہاکی اور کرکٹ کے۔ باقی دو کپ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب کے B گروپ اور صوفی محمد ابراہیم صاحب کے C گروپ نے جیتے۔ یعنی والی بال کا کپ B گروپ نے جیت لیا۔ اور فٹ بال کا کپ C گروپ نے

ہاکی کا ٹورنمنٹ

انہی ایام میں قادیان میں ہاکی کا ایک علیحدہ ٹورنمنٹ بھی ہو رہا تھا۔ جو چوہدری عصمت اللہ خان صاحب اولڈ بوائز ہائی سکول کی ہمت و کوشش کا نتیجہ تھا۔ اس ٹورنمنٹ کی غرض بھی ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ اور احمدیہ ٹورنمنٹ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے تھی۔ تاکہ قادیان میں ورزشی کھیلوں کی روح تازہ رہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے ایک کپ اور چند میڈل جیتنے والی ٹیم کے لئے اور اچھے اچھے کھلاڑیوں کے لئے رکھے۔ اس ٹورنمنٹ میں اولڈ بوائز مدرسہ احمدیہ اولڈ بوائز ہائی سکول۔ جامعہ احمدیہ اور ہائی سکول کی ٹیمیں شامل ہوئیں۔ اور ہر ایک ٹیم دوسری ٹیم سے باری باری کھیلی۔ ہائی سکول کے چھوٹے بچوں کے لئے یہ تو مشکل تھا کہ وہ اولڈ بوائز مدرسہ احمدیہ اولڈ بوائز ہائی سکول اور جامعہ احمدیہ کے پرانے اور تجربہ کار کھلاڑیوں کے مقابلہ میں بازی لے جاتے۔ لیکن جس ہمت و شجاعت سے انہوں نے ان تمام کہنہ مشق کھلاڑیوں کا مقابلہ کیا۔ وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ کسی میچ میں کسی ٹیم سے بھی نہ ہارے۔ بلکہ ہر ایک کے ساتھ برابر اترتے رہے۔ اور برابر کے نمبر لیتے رہے۔ آخری مقابلہ اولڈ بوائز ہائی سکول اور جامعہ احمدیہ کی ٹیموں کے درمیان تھا۔ اور یہ سخت مقابلہ تھا۔ تین دن تک برابر میچ اڑا رہا۔ اور کوئی فیصلہ ہونے میں نہیں آتا تھا۔ دونوں طرف کے کھلاڑیوں نے اپنی اپنی کھیل کے جوہر دکھائے۔ چوتھے روز چونکہ جامعہ احمدیہ کے طلباء میدان مقابلہ میں نہ آئے۔ اس لئے ٹورنمنٹ کمیٹی کے فیصلے کے مطابق ہاکی کا کپ اولڈ بوائز ہائی سکول کو دیا جانا قرار پایا۔ جو ان کو دے دیا گیا۔ مگر افسوس کہ اس کھیل میں جو لطف آنا چاہئے تھا۔ وہ نہ آیا۔ ہاکی کا یہ ٹورنمنٹ ایک کمیٹی [illegible] ارجمند خان صاحب۔ مولوی عبدالرحمن صاحب۔ ماسٹر فضل داد صاحب۔ چوہدری عصمت اللہ خان صاحب اور ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی تھے۔ جو پریذیڈنٹی کے فرائض بھی ادا کرتے رہے۔

گو میں خوش ہوں۔ کہ ہمارے نوجوانوں میں کھیلوں کا بہت شوق پایا جاتا ہے۔ اور خاصکر ہاکی کی طرف بہت توجہ کی جاتی ہے۔ لیکن اسبات کا افسوس بھی ہے۔ کہ فٹ بال جو ہمارے نوجوانوں کی قدیمی مخصوص کھیل ہے۔ اس کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ حالانکہ فٹ بال ہاکی کی نسبت زیادہ مفید کھیل ہے ؀

مقابلہ کی روح اور اعلیٰ اخلاق

بہر حال وہ چیز جو ہائی سکول کی کھیلوں میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ وہ مقابلے کی صحیح روح اور اعلیٰ اخلاق ہیں۔ جو میرے نزدیک صرف اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ ہائی سکول کے اساتذہ جو خود بھی اچھے خاصے کھلاڑی ہیں۔ کھیلوں میں ذاتی طور پر شریک ہوتے ہیں۔ اور مدرسہ کی کھیلوں میں۔ ضبط۔ باقاعدگی اور انتظام بھی اسی کا نتیجہ ہے۔ ماسٹر علی محمد صاحب صابر تمام کھیلوں کے انچارج ہیں اور ان کے ساتھ دوسرے اساتذہ ہر ایک ٹیم کے علیحدہ علیحدہ انچارج ہیں جن کی اجتماعی کوششوں کے نتیجے میں کھیلوں کا انتظام بڑی عمدگی سے چل رہا ہے ؀

کھیلوں کے انتظام میں طلباء کی شرکت

چونکہ کھیلوں کا روپیہ طلباء کا اپنا روپیہ ہے۔ جس کے خرچ کرنے میں ان کا دخل ہونا چاہیئے۔ نیز اس لئے بھی کہ آئندہ سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینے بجٹ کی پیچیدگیوں کو سلجھانے اور اس پر بحث کرنے کا ملکہ ان کے اندر پیدا ہو۔ اساتذہ اور طلباء کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو کھیلوں کے روپے کی آمد اور خرچ پر بحث کرتی ہے۔ بلوں کی منظوری دیتی ہے۔ اس کمیٹی کے پریذیڈنٹ ماسٹر علی محمد صاحب صابر اور وائس پریذیڈنٹ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ہیں۔

سکول میگزین

یہ رپورٹ نامکمل رہیگی۔ اگر میں سکول میگزین اور سکول کی Debating Club کا ذکر نہ کروں حضور کی اجازت اور دعا سے سکول میگزین کا افتتاح ۱۹۳۰ء میں ہوا۔ اور خدا کے فضل سے رسالہ مقررہ اوقات میں احباب کے پاس پہنچتا رہا ہے سکول میگزین کے روح رواں ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے ہیں جن کے مضامین سے رسالے کو ہر طرح کی تقویت پہنچ رہی ہے۔ اردو حصے کی ایڈیٹری کے فرائض پہلے ماسٹر غلام محمد صاحب مرحوم ادا کرتے رہے اور اب ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی جن کی اردو فارسی کی قابلیت مسلم ہے۔ اس فرض کو ادا کرتے ہیں۔ انگریزی کے فرائض دو سال تک ماسٹر حسین خان صاحب مرحوم ادا کرتے رہے۔ اور اب ان کی جگہ ماسٹر محمد علی صاحب اظہر کو مقرر کیا گیا ہے۔ رسالہ ہذا نئے اور پرانے طلباء کے درمیان باہمی تعلق کے جذبات پیدا کرنے میں بے نظیر کامیابی حاصل کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ جو امیدیں کہ حضور کے خدام کو اس رسالے کے متعلق ہیں۔ وہ اس سے پوری ہوں۔

آمین

مضامین پر انعام

فن انشاء پردازی میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مکرمی ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے نے ایک انعام مقررہ مضامین پر انگریزی زبان میں بہترین مضمون لکھنے پر دیا ہے۔ اور ایک انعام اردو زبان میں بہترین مضمون لکھنے پر پچھلے سال دیا تھا۔ اور اب اس سال میں تندہی اور سرگرمی کے ساتھ ایڈیٹری کے فرائض ادا کرنے کے لئے Best Student کے لئے رکھا ہے چنانچہ انگریزی کا انعام ماسٹر محمد حسین صاحب بی۔ کام کے لئے جو سکول کے اولڈ بوائے ہیں تجویز کیا گیا ہے۔ اور اردو کا انعام مرزا اجمل بیگ کے لئے اور تیسرا انعام۔ افتخار احمد طالب علم جماعت دہم کے لئے تجویز کیا گیا ہے

طلباء کو تقریریں کرانے کی مشق

نیز اس غرض کے لئے کہ طلباء میں تقریریں کرنے کا مادہ پیدا ہو۔ سکول میں Debating Club کا بھی اجرا کیا گیا ہے۔ جو سکول کی Debating Union Club کے علاوہ ہے Club نے اپنے زیر اہتمام طلباء سے تقریریں اور مباحثے کرانے۔ تقریروں کا سالانہ مقابلہ ۱۹۳۱ء کے ماہ اگست میں ہوا۔ جس میں بہت سے اولڈ بوائز نے بھی شرکت فرمائی۔ ماسٹر نواب الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی چودھری غلام احمد صاحب ایم۔ اے۔ اور ماسٹر محمد حسین صاحب بی کام اس مقابلے میں جج مقرر کئے گئے تھے۔ انہوں نے عبد الرؤف جماعت دہم کو اول نمبر پر رکھا۔ اور اس طرح اس انعام کا وہ مستحق ہوا۔ جو اس مقابلہ کے لئے ماسٹر محمد ابراہیم صاحب نے طلباء درجہ تعلیم میں سے اول رہنے کے لئے مقرر کیا تھا۔

اس کے بعد میں حضور کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضور اپنے دست مبارک سے مستحقین کو انعامات تقسیم فرمائیں ؀

سکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کو اطلاع

جسقدر سکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کے نام دفتر ہذا کے رجسٹر میں درج ہیں۔ ان سب کی خدمت میں براہ راست اور بعض کو مقامی جماعت کے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کی معرفت۔ فارم رپورٹ ماہواری طبع شدہ بھجوائے گئے ہیں۔ سکرٹری صاحبان کو چاہیئے۔ کہ ہر ماہ کی رپورٹ باقاعدہ ان طبع شدہ فارموں پر بھجوایا کریں۔ نیز جن جماعتوں کے سکرٹریان تعلیم و تربیت کو ابھی تک فارم نہ پہنچے ہوں۔ وہ جلد دفتر ہذا سے منگوالیں

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

اعلان ضروری

بعض جگہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ آجکل مختلف دل آزار ناموں کے ساتھ بیمہ کمپنیوں اور قرضہ کمپنیوں کے ایجنٹ دورہ کر کے لوگوں کو ان میں داخل کرتے پھرتے ہیں۔ تمام احمدی افراد کو [illegible] بیمہ کمپنیوں میں شرکت ناجائز ہے۔ اس کی پرہیز کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ ناواقفیت کی وجہ سے بعض احمدی ان میں پہلے سے شامل بھی ہو گئے ہوں یا کسی حیثیت سے ایجنٹ کا کام کرتے ہوں انہیں بھی بچنا چاہیئے (ناظر امور عامہ قادیان)

رسالہ مسلم سن رائز کے لئے اپیل

برادر محترم صوفی مطیع الرحمن صاحب ایم۔ اے مبلغ امریکہ جس سرگرمی اور تن دہی سے تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ وہ ساری جماعت کے لئے قابل مسرت اور لائق فخر ہے۔ صوفی صاحب نے کچھ عرصہ سے اپنی مصروفیتوں میں اس رسالہ مسلم سن رائز کی اشاعت کا بھی اضافہ کر لیا ہے جسے جناب مفتی محمد صادق صاحب نے جاری کیا تھا۔ اور جس نے امریکہ کے مشنری حلقوں میں خاص شہرت حاصل کر لی تھی۔ صوفی صاحب موصوف بھی نہایت قابلیت سے رسالہ کو چلا رہے ہیں۔ لیکن سخت مالی مشکلات ان کے راستہ میں حائل ہیں۔ ان کو عبور کرنے کے لئے انہوں نے احباب سے ذیل کی اپیل کی ہے۔ امید ہے۔ کہ اس کی طرف خاص طور پر توجہ کی جائیگی۔ (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رسالہ مسلم سن رائز کا ایک اور نمبر شائع ہوا ہے۔ جو تمام خریدار اصحاب کی خدمت میں ارسال کر دیا گیا ہے زیادہ تر تبلیغی سفروں میں رہنے اور ناقابل بیان مالی مشکلات کی وجہ سے گذشتہ نمبر کی طرح اس دفعہ بھی دو نمبر اکھٹے شائع کئے گئے ہیں۔ مگر مضامین اور حجم اتنا ہی ہے۔ جتنا دو علیحدہ علیحدہ نمبروں میں ہونا چاہیئے تھا۔

تمام خریداروں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اکثر احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے پس پرچہ ملتے ہی براہ کرم اگلے سال کا چندہ ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اور مجھے بھی شکریہ کا موقعہ دیں

میں اس موقعہ پر تمام مخلصین سلسلہ عالیہ کی خدمت میں نہایت الحاح سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ رسالہ مسلم سن رائز کو معمولی چیز خیال نہ فرمائیں قلیل عرصہ میں اس رسالہ نے عظیم الشان خدمت سلسلہ سرانجام دیکر اعلیٰ طبقہ کے لوگوں سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ نہ صرف امریکہ میں بلکہ دوسرے ممالک کے اخبارات نے بھی پرزور الفاظ میں رسالہ کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ اپنے اخبارات میں سے انگریزی ریویو اور الفضل کے نوٹ احباب مطالعہ کر چکے ہیں اس سے زیادہ مجھے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ پس یہ ایک اہم کام ہے۔ اور اس کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔ جو احباب کے تعاون اور متحدہ کوشش سے ہی پورے ہو سکتے ہیں۔ جبتک مجھے کثرت سے خریدار نہ ملیں گے۔ میں رسالہ کو جاری نہیں رکھ سکتا۔ ہاں تو سیع کے متعلق احباب کی ادنیٰ توجہ سے رسالہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے پھر میں اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دیتا ہوا تمام مخلصین سلسلہ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ خود بھی اس رسالہ کے خریدار بنیں اور دوسرے احباب کو بھی بنائیں۔ نیز تمام احباب رسالہ کی کامیابی اور ترقی کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔ یہ بھی ایک بہت بڑی خدمت ہوگی۔

قیمت رسالہ ارسال کرنے کے متعلق عرض ہے۔ کہ آپ ہندوستانی نوٹ خط میں ڈالکر بذریعہ رجسٹری میرے نام ارسال کر دیں۔ یا بذریعہ منی آرڈر میرے نام روپیہ بھیجدیں۔ میں امید واثق رکھتا ہوں۔ کہ احباب کرام اس اہم

Sufi M. R. Bengalee

ریاست جموں کے تازہ واقعات

مسلمانانِ علاقہ راجوری پر ریاست کے مظالم

کچھ دنوں سے حکومت کشمیر کے حکام نے غریب مسلمان زمینداروں پر قیامت برپا کر رکھی ہے۔ آج بعض ہندو اخبارات میں کوٹلی اور راجوری وغیرہ میں ہندوؤں پر مسلمانوں کے قتل و غارت کی جو کہانیاں میری نظروں سے گزریں ان کو دیکھ کر میری حیرت و استعجاب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جو لوگ حکومت کشمیر کے طریق عمل سے واقفیت رکھتے ہیں ان سے پوشیدہ نہیں کہ جموں و کشمیر کی مسلمان رعایا کی حالت ایسی نہیں کہ وہ ہندوؤں کے خلاف آواز تک اٹھانے کی جرأت کر سکیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ جموں کی ہندو یووک سبھا اور دیگر سنگٹھنی جماعتوں کے پروپیگنڈے سے ریاست جموں و کشمیر کے تمام غیر مسلموں میں مسلمانوں کے خلاف ایک عام جذبہ انتقام پیدا ہو گیا ہے۔ کشمیر میں سینکڑوں مسلمانوں کی شہادت۔ جموں میں ان کا قتل عام۔ میرپور میں ان پر آتش بازی نے یہاں کے ہندوؤں میں بھی مسلمانوں کے خلاف جذبات پیدا کر دئے ہیں۔ انہیں یقین دلایا گیا ہے۔ جس طرح کشمیر جموں اور میرپور میں مسلمانوں پر قتل و غارت مچانے پر ہندوؤں سے کسی قسم کی بازپرس نہیں کی گئی۔ یہاں بھی اگر تمام مسلمان صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جائیں تو بھی انہیں کوئی نہیں پوچھیگا چنانچہ جب سے میرپور میں عدم ادائے محصول کی تحریک شروع ہوئی حکام کو بلاوجہ خطرہ لاحق ہو گیا۔ کہ اس علاقہ کے مسلمان بھی اس تحریک سے متاثر ہو کر کہیں مالیہ اراضی ادا کرنے سے انکار نہ کر دیں۔ اس لئے انہوں نے بھی جا بجا انتقامی کارروائی شروع کر دی۔ چونکہ یہاں مسلمانوں پر ناگفتہ بہ مظالم ہو رہے ہیں اس لئے حکام اپنے رویہ کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے ہندو ایجنٹوں کے ذریعے سے ایسی خبریں شائع کرا رہے ہیں۔ جن کا کوئی وجود نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کئی گاؤں جلا دیئے کئی مندر نذر آتش کر دیئے۔ متعدد ہندوؤں کو قتل کر دیا گیا۔ دنیا اس حقیقت سے بے خبر ہے۔ کہ اس علاقہ کی تمام تحصیلوں میں کوئی ایسا گاؤں یا قصبہ نہیں جس میں خالص ہندوؤں کی آبادی ہو۔ دیہات میں صرف ایک ایک دو دو مکانات ہندوؤں کے ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں کسی گاؤں کو آگ لگانے سے ہندوؤں کو اس قدر نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جس قدر مسلمانوں کو پہنچتا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حکومت نے مسلمانوں کے لئے اس علاقہ میں عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔ اور اگرچہ مسلمانوں کی ڈاک اور تاروں پر بھی شدید پابندیاں عاید ہیں۔ لیکن اس اندیشہ سے کہ کہیں کوئی مسلمان ان مظالم کو طشت از بام کرنے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں پر قتل عام مچا دیا ہے۔ میں حکومت ہند سے نہایت مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں کہ ان واقعات کی جو ہندو اخبارات میں شائع کرائے جا رہے ہیں کسی غیر جانبدار کمیشن کے ذریعے سے تحقیقات کرا کے اصلیت دریافت کی جائے۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے۔ کہ مسلمانان ریاست کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ (نامہ نگار از بھمبر)

راجوری (جموں) میں مسلمانوں پر گولی چلا دی گئی

جموں۔ ۲۷ جنوری۔ آج صبح سے ہی راجوری (جموں) کے متعلق شہر میں تشویشناک افواہیں گشت لگا رہی تھیں۔ جس سے مسلمانوں میں سخت ہیجان و اضطراب پیدا ہو گیا۔ ۱۱ بجے کے قریب حکومت کے پبلسٹی آفیسر کی طرف سے روزانہ بلیٹن کے اشتہارات شہر میں چسپاں کئے گئے۔ جن میں تحریر تھا۔ کہ راجوری میں مسلمانوں پر گولی چلائی گئی۔ جس سے دو شہید اور پانچ مجروح ہوئے۔ چونکہ یہ محکمہ اپنی غلط بیانیوں اور دروغ بافیوں کی وجہ سے مسلمانوں کی نظروں میں ذلیل ہو چکا ہے۔ اس لئے مسلمانوں میں اس سے سخت بے اطمینانی پائی جاتی تھی۔ آخر شام کے قریب دو مسلمان راجوری سے تشریف لائے۔ جنہوں نے بیان کیا۔ کہ ۲۳ جنوری کو جب مسلمان فریضہ جمعہ کی ادائیگی کے لئے راجوری میں جمع ہوئے۔ تو حکومت کے غلط کار اور غلط فہم حکام نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان حملہ کر دیں۔ بغیر کسی حیل و حجت کے ڈوگرہ رسالہ کو جو اس سے پیشتر مسلمانانِ جموں اور احرار رضاکاروں کو گولیوں کا نشانہ بنا چکا ہے۔ گولی چلانے کا حکم دیدیا۔ جس پر ڈوگرہ رسالہ نے نہتے اور پرامن مسلمانوں پر گولی چلا دی۔ جس سے ۲۷ مسلمان فوت اور سینکڑوں مجروح ہوئے۔ اور ۱۵ زخمیوں کی حالت سخت نازک ہے۔ چنانچہ مسلمان فریضہ جمعہ ادا کئے بغیر منتشر ہو گئے۔ مسلمان سخت بدحواس اور پریشان ہو رہے ہیں اور ان درین حالات وہ اپنا مذہب اور جان و مال محفوظ نہیں سمجھتے۔ جبکہ فریضہ جمعہ کے ادا کرنے کے جرم میں ان کو گولیوں کا نشانہ بنایا جائے۔

(نامہ نگار)

مسلمانان کوٹلی پر بھی ریاست نے گولی چلا دی

جموں ۲۸ جنوری۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ کوٹلی ضلع میرپور میں مسلمانوں پر پھر گولی چلا دی گئی ہے۔ جس سے تین مسلمانوں کی لاشیں حکومت کو ملی ہیں۔ یہ واقعہ ۲۶ جنوری کا ہے۔ اسلامی ذرائع سے تاحال کوئی صحیح اطلاع نہیں ملی۔ شہر میں افواہ ہے کہ کئی مسلمان گولیوں سے فوت ہو چکے ہیں۔ مسلمان بے حد پریشان ہو رہے ہیں۔ (نامہ نگار)

ہندوؤں کے گھروں میں گھی کے چراغ

آخر جموں کے ہندوؤں کی ہڑتال اور ہندو اخبارات کا پروپیگنڈا رنگ لایا اور راجوری (جموں) کے نہتے اور پرامن مسلمانوں پر فریضہ جمعہ کی ادائیگی کے جرم میں ظالم ڈوگرہ رسالہ نے گولی چلا دی۔ جس سے بہت سے مسلمان فوت اور زخمی ہوئے۔ جب یہ خبر جموں کے ہندوؤں نے سنی۔ تو ان کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ ان کا مقصد ہی یہ ہے کہ ریاست کے تمام مسلمانوں کو قطعاً نیست و نابود کرا دیا جائے چنانچہ تین دن سے جموں کے ہندوؤں نے جو ہڑتال کر رکھی تھی۔ اور ان کا مطالبہ تھا۔ کہ راجوری اور میرپور کے غریب مسلمانوں کو تشدد کی حکمت عملی سے موت کی نیند سلا دیا جائے۔ راجوری کے نہتے مسلمانوں پر گولی چلنے کی خبر سنتے ہی فوراً دکانیں کھولدیں۔ اور کاروبار شروع کر دیا۔ یہی وہ ہندو ہیں جو ایک طرف تو گول میز میں مسلمانوں کو اپنا شریک کار بننے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اور دوسری طرف کشمیر میں مسلمانوں کے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں (نامہ نگار)

جموں پولیس کی جعلسازی کی سنسنی پیدا کرنیوالا انکشاف

روشن الدین پولیس کانسٹیبل کا بیان

آج مورخہ ۲۵ کو مقدمہ سرکار بنام لال سنگھ وغیرہ میں روشن الدین پولیس کانسٹیبل گواہ استغاثہ ۱۳ پر وکیل ملزمان نے مزید جرح کی۔ ملزم لال سنگھ جس پر انور خاں، معصوم علی اور پیر بخش کے قتل کا الزام ہے۔ اس نے خاکی وردی پہنی ہوئی تھی۔ اور پہلو میں تلوار لٹکائے ہوئے عدالت میں حاضر آیا۔ گواہ مذکور نے بیان کیا۔ کہ تھانہ ستی کا روزنامچہ ۱۸-۱۹ تاریخ ماہ کاتک کو بحکم افسران پولیس بند رہا۔ اور شاید ۲۰ تاریخ کو لالہ نرنجن داس صاحب انسپکٹر پولیس نے محرر ہیڈ کانسٹیبل سے مرتب کرایا۔ ملزم گوری کانث وقوعہ سے

چند روز ہوئے پیشتر وزیر وزارت میں ملزم کی پیشی ہوئی تھا - اور لال سنگھ ملزم پہلی دفعہ پیش ہو کر تھانہ کے سامنے آکر کہتا تھا - کہ مردوں کا کام پیچھے ہٹنا نہیں ہے - مسلمان سواروں کا فیصلہ کر کے جانا چاہیئے - جب ملزم یہ کہہ رہا تھا - تو افسران پولیس وہاں موجود تھے - وکیل ملزم کے بعض سوالات پر مولوی ناظم علی صاحب چشتی وکیل سرکار نے اعتراضات کئے - کہ بے تعلق اور بعض افسران پولیس کو بدنام کرنے کے لئے کئے گئے ہیں - مگر عدالت نے سوالات کئے جانے کی اجازت دیدی - اور مقدمہ مزید شہادت کے لئے مورخہ ۲۶ فروری پر ملتوی کیا گیا - (نامہ نگار جموں)

مظالم راجوری کے چشم دید حالات

تحصیل رام پور راجوری میں دو تین سو گھر ہندو مہاجنوں کے بستے ہیں - مگر انہوں نے اپنی سودخواری سے علاقہ بھر کے مسلمانوں پر رعب جما کر ایسا جال بچھا رکھا ہے - کہ جب بھی مسلمانوں کو کوئی ان کے پھندے سے بچنے کی ہدایت کرتا ہے - یا مسلمان خود بچنا چاہتے ہیں - تو ان پر طرح طرح کے الزام لگا کر عہدہ داروں کی کارروائی کی جاتی ہے - مہاجنوں کے عمال مقامی سے گہرے تعلقات ہیں - اسی بنا پر ۱۹۳۱ء میں بھی جب مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے مسلمانوں کو مہاجنوں کی گرفت سے بچنے کی ہدایت کی - تو جمعہ کی نماز کے اجتماع کو ڈاکہ ڈال کر جلسہ قرار دیکر مسلمانوں کو ایسا کچلا گیا - کہ پھر سر نہ اٹھا سکے - ۱۹۳۱ء سے آج تک مسلمان نہ تو مسجدوں میں اور نہ ہی عیدگاہ میں جمعہ و عیدین پڑھ سکتے تھے - اب مہاراجہ بہادر کے جملہ عبادات کو آزاد فرمانے کا حکم سن کر مسلمان سالہا سال کے بعد ۹ ماگھ ۱۹۸۸ کو اپنی عیدگاہ میں بچے اور بوڑھے تک خوشی خوشی اکٹھے ہوئے دن چڑھے سے اکٹھے ہونے شروع ہوئے - شہر کے ہندو اپنی دوکانوں کو مقفل کر کے اس لئے چلے گئے - کہ مسلمان ہمیں لوٹیں گے - مقامی افسروں نے ملٹری پولیس اور مسلح ہندوؤں کو عیدگاہ میں جامع مسجد اور خانقاہ پر پہرہ کے لئے بٹھا دیا - پھر شہر کے چند خوشامدی مہاجن پرست مسلمانوں کو ان نمازی مسلمانوں کے پاس بھیجا تا معلوم کریں - کہ وہ کیوں آئے ہیں - جواب ملا کہ نماز پڑھ کر اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں گے - شہر میں ہرگز نہیں داخل ہوں گے - آخر عیدگاہ سے بھی تیس جریب کے فاصلہ پر بہت نیچے میدان میں انہوں نے نماز پڑھی اور پھر واپس گھروں کو جا ہی رہے تھے - اور کچھ اور مسلمان آکر نماز پڑھنے کے بعد دعا مانگ رہے تھے - کہ سردار تیرتھ سنگھ مشہور متعصب وزیر وزارت مسلح سواروں (ہندو ڈوگرہ) ملٹری اور پولیس کو ساتھ لیکر بے بس و بے کس اور نہتے نمازی مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اور ایسی شدید گولی باری کی گئی - کہ بہت مسلمان جاں بحق اور بہت زخمی ہوئے نعشوں کو چھپایا گیا - جو اب سٹیشن جج صاحب کے آنے پر برآمد ہو رہی ہیں

... مسلمان مقتولین کی سخت تذلیل کی گئی - اور بے حرمتی کی گئی - اور زخمی مسلمانوں سے ہندو ڈاکٹروں نے ایسی بے رحمی سے سلوک کیا کہ ان کے بچنے کی امید نہیں اب مزید فوج آرہی ہے - راجوری اور مضافات کے مسلمانوں کو تباہ اور برباد کیا جائیگا کیا ہی اچھا ہوتا کہ بجائے ظالم ڈوگرہ فوج کے گورہ فوج آتی (نامہ نگار)

چنیوٹ کے مسلمانان پر ہندوؤں کے مظالم

مسلمانوں کو حکام کے متعلق شکایت

چنیوٹ کے روح فرسا مظالم کی داستان عوام تک پہنچ چکی ہے - ہندوؤں نے جس درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کیا - وہ مدت تک ان کی قساوت قلبی پر ماتم کرتا رہیگا - چونکہ حکام بالا ہندوؤں کی ان چیرہ دستیوں پر اغماض کر رہے ہیں - اس لئے ان کے حوصلے دو چند بڑھ گئے ہیں - اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل واقع کا ذکر لازمی ہے ہندوؤں نے مسلمانوں کو بے جا اشتعال دلانے کے لئے کئی طرح کے منصوبے باندھے - مگر مسلمانوں نے دامن صبر و عافیت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا - جب ہندوؤں نے اپنے فاسد ارادوں کو پنپتے نہ دیکھا تو ۱۳ رمضان المبارک کو رات کے نو بجے جبکہ مسلمان نماز تراویح میں مشغول تھے - چار پانچ سو کی تعداد میں مسلح ہو کر گلکتی محلہ نزد دہلی والی مسجد کا محاصرہ کر لیا - اور مسلمان بچوں کو زدو کوب کرنے لگے - ان لڑکوں کے شور و غل سے اس محلہ کے چند مسلمان انہیں بچانے کے لئے آگے لیکن وہ بھی پٹ گئے - اس کے بعد بلوائیوں نے مسجد دہلی والی کا رخ کیا اور وہاں کے پیش امام حافظ فضل حسین صاحب پر لاٹھیوں کی بارش شروع کر دی جس کی تاب نہ لا کر وہ بیہوش ہو گئے - چند مسلمان مجروحین کے علاوہ حافظ صاحب مرحوم بھی ہسپتال میں زیر علاج ہیں جب مسلمان ساڑھے ۹-۱۰ بجے کے قریب اپنے زخمیوں کی خبر لینے کے لئے ہسپتال گئے - تو راستہ میں ہندوؤں نے چھتوں سے تیزاب اور سوڈے کی بوتلیں - اینٹیں اور پتھر پھینکنے شروع کر دیئے - اتنے میں مقامی سب انسپکٹر پولیس موقعہ پر پہنچ گیا - اور الٹا مسلمانوں کو واپس جانے کا حکم دیا - اس پر مسلمان خاموش ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے - ۱۲ بجے کے بعد ہندو لاٹھیوں کلہاڑیوں گنڈاسوں اور چھریوں سے مسلح ہو کر بازاروں میں نکلے اور مسلمانوں کی دوکانیں لوٹنے میں مصروف ہو گئے - اس پر انہیں صبر نہ آیا - بلکہ مسلمانوں کے جو گھر ہندوؤں کے محلوں میں واقع تھے - انہیں نہایت بے دردی سے نذر آتش کر دیا گیا - ہندوؤں نے جموں اور کشمیر والا تجربہ یہاں بھی دہرایا یعنی اپنی دوکانوں سے خود مال نکال کر لے گئے ہیں - اور واویلا مچا دیا - اور مچا رہے ہیں - کہ مسلمانوں نے ہمیں لوٹ لیا - ضلع جھنگ کے حکام بالا بھی پہنچ گئے - مگر ہندو ان کی موجودگی میں لاٹھیاں لے کر گشت کرتے رہے - چنیوٹ کے مسلمان انسپکٹر پولیس کی بجائے ایک ہندو سب انسپکٹر کو تفتیش پر مقرر کیا گیا ہے - یہ ہندو ذہنیت رکھنے کے علاوہ چنیوٹ کے ہندوؤں کا رشتہ دار بھی ہے - ان حالات میں ضرورت ہے کہ یہ تفتیش ذمہ دار اور غیر جانبدار افسر کے ہاتھوں سے کرائی جائے -

حکام کے رویہ سے شہر کے مسلمانوں میں بہت سخت اضطراب پھیلا ہوا ہے - قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ ضلع کے مسلمان افسر بھی ہندوؤں کے بے معنی اور مصنوعی شور و واویلا سے مرعوب ہو کر مسلمانوں کی دادرسی میں کوتاہی کر رہے ہیں -

مسلمانوں کا چنیوٹ میں رہنا بہت دشوار ہو گیا ہے - مسلمان مسجد دہلی والی میں صرف ظہر و عصر کی نماز ادا کرتے ہیں - کیونکہ انہیں رات کو ہندوؤں کے حملہ کا اندیشہ ہے - (نامہ نگار)

سرائے عالمگیر کے مسلمان خطرہ میں

جو ہندو میرپور (جموں) کے گردو نواح میں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اور خود بھاگ کر انگریزی علاقہ میں چلے آئے ہیں - ۲۰ جنوری کو علی الصبح ان کی چھ لاریاں قصبہ سرائے عالمگیر متصل جہلم پہنچیں - اس قصبہ میں ہندوؤں کی آبادی بکثرت ہے - اور مسلمانوں کے صرف پچاس گھر ہیں قصبہ مذکور کے ہندوؤں نے لاریاں روک کر ان کو بطور مہمان ایک دھرم سالہ میں ٹھہرا لیا - ریاستی ہندوؤں نے قصبہ کے ہندوؤں کو من گھڑت لوٹ مار کی داستان سنا کر ایسا جوش دلایا - کہ اسی وقت وہی لاریاں لیکر قصبہ کے ہندو، ہندوقوں تلواروں - کلہاڑیوں سے مسلح ہو کر اشتعال انگیز نعرے بلند کرتے ہوئے ریاست کی طرف مسلمانوں سے بدلہ لینے کیواسطے روانہ ہو گئے - نمبردار قصبہ کا ہندو ہے جس نے چند اور ہندوؤں کے ملکر ڈپٹی کمشنر ضلع گجرات کو درخواست دی ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے ہندو خائف ہیں - اور مسلمان ہندوؤں کو لوٹنا چاہتے ہیں حالانکہ ہندو مسلمانوں سے انتقام لینے پر تلے ہوئے نظر آتے ہیں - اور پیش بندی کے طور پر حکام کو یہ کہہ رہے ہیں کہ مسلمان مفسد ہیں مسلمان جو اس قصبہ میں آباد ہیں - اول تو ان کی آبادی صرف پچاس گھر ہے اور وہ بھی غریب نادار اور بے کس پھر وہ کس طرح ایک مسلح قوم سے لڑائی کر سکتے ہیں - ہر ایک ہندو کے ہاتھ میں تلوار ہے - جو مسلمانوں کو دکھا کر خائف کیا جاتا ہے - ہم ڈپٹی کمشنر ضلع گجرات کو یقین دلاتے ہیں کہ مسلمانان قصبہ بالکل غریب اور قلیل التعداد اور کمزور ہیں - اور ہندو پہلے ہی مسلمانوں کے کانگرسی تحریکوں میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے رنجش رکھتے ہیں - اب زیادہ مشتعل ہو رہے ہیں - کیا ہی اچھا ہو - انہیں کی جن کے پاس بندوقیں ہیں - وہ عارضی طور پر ضبط کر لی جائیں - اور تو وارد ہندوؤں کو کسی ایسی جگہ منتقل کر دیا جائے جہاں وہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ آگ کے شعلے نہ بھڑکا سکیں

خان محمد فضیل خان سب انسپکٹر پولیس بڑی جانفشانی سے انتظام میں مشغول ہیں لیکن ضرورت ہے - کہ اعلیٰ حکام ہندوؤں کی فتنہ پردازی کی طرف متوجہ ہوں - اور جلد سے جلد اس کا انسداد کریں -

(نامہ نگار)

رجسٹرڈ پیلی بھیت کیوں مشہور ہے۔ رجسٹرڈ

اس لئے کہ وہاں سے طبیب اینڈ سنز پیلی بھیت کی مشہور دوا ہمراپن کی "روغن کرامات" دنیا میں پہنچتی ہے۔ ہزارہا ڈاکٹر اور انگریز جس کی قدر کرتے ہیں

طبیب اینڈ سنز پیلی بھیت کا ایجاد کردہ روغن کرامات

نیپٹ ہاراپن

کان بہنے اور طرح طرح کی آوازیں ہونے اور کان کی ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بیماری کی ایک خاص صفت دوا ہے قیمت فی شیشی عہ جن صاحبان کو اعتبار نہ ہو وہ خود یہاں تشریف لا کر علاج کرا سکتے ہیں دھوکہ دینے والے مکار ٹھگوں اور جعلساز نقالوں سے بچنا آپ کا فرض ہے۔ ہمارا پتہ یہ ہے۔

کان کی دوا طبیب اینڈ سنز پیلی بھیت یو۔پی

مشار اردو شارٹ ہینڈ
مختصر نویسی سیکھیے

مسٹر جی ایم مہتہ۔ ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ٹی ایس۔ ڈی (انگلینڈ) ایم آر ٹی ایس۔ ڈی۔ ایم (ایرس) پرنسپل صاحب انڈین کار سپونڈنس کالج بٹالہ کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کوزہ میں دریا کتاب مجلد و خوبصورت قیمت حصہ اول مبلغ ایک روپیہ چار آنہ محصولڈاک بذمہ خریدار

مینیجر اردو شارٹ ہینڈ
بک ڈپو بٹالہ (پنجاب)

آپ کا انگلش ٹیچر موتیوں میں تولکر لینے کے قابل ہے

جناب ماسٹر محمد احسن صاحب جے اے وی انگلش ٹیچر قائم مقام ہیڈ ماسٹر احمدیہ مڈل سکول گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ تحریر فرماتے ہیں:

جدید انگلش ٹیچر کا بغور مطالعہ کیا۔ اور اسے واقعی اسم بامسمیٰ پایا۔ ہندوستانیوں کو جلد انگریزی سے آشنا کرنے والی ایسی مفید اور مکمل کتاب میری نظر سے آج تک نہیں گذری قابل اور تجربہ کار مصنف کی محنت قابل مبارک باد اور قابل شکریہ ہے۔

جناب ایم عبداللہ صاحب منجلی مدراس لکھتے ہیں

یہ آپ کی کتاب انگلش ٹیچر کے پڑھنے سے میں سینیئر سکول لیونگ کے امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس ہو گیا ہوں۔ واقعی آپکی کتاب موتیوں میں تول کر لینے کے قابل ہے۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

اگر ایک لائق استاد کی طرح جلد اور نہایت آسانی سے انگریزی نہ سکھائے۔ تو کل قیمت واپس منگوالیں۔ پتہ

قمر برادرز (جدید الف) شملہ

نئی ایجاد

ایک نہایت مجرب دوا (اکسیر تسہیل ولادت) مستورات کیلئے خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ بلا تامل منگاؤ اور اس کے خداداد اثر کا مشاہدہ کرو۔ کہ کس طرح ولادت کی نازک اور مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں قیمت ۱ مع محصولڈاک ۱۱ ملنے کا پتہ

مہتمم شفاخانہ ولیپذیر رسالانوالی ضلع سرگودہا

احمدیہ پریس

میں لکھائی چھپائی کا کام نہایت عمدہ بارعایت ہوتا ہے۔ آزمائش شرط ہے۔

محمد شفیع احمدی
مالک احمدیہ پریس امرتسر

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خرید فرماویں انگلستان جس چیز کے ذریعے ترقی کر کے اکثر حصہ دنیا پر قابض ہوا۔ وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں۔

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پیس اول درجہ فی عدد ۳/-
" " " " " دوم " ۲/۸
" نیٹ عمدہ اول درجہ فینہ دو طرفی " ۵/-
" " " دوم " یکطرفہ " ۱۱/-
بلیڈر نمبر ۵ برائے والی بال نمبر ۴ " ۱/۲
ہاکی سٹکس لیڈر سیون اول درجہ عمدہ قسم " ۲/-
" لیڈر بونڈ اول درجہ عمدہ قسم " ۲/۸
بال سفید چمڑہ اول درجہ " ۲/۸
" " دوم " ۱/۸

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ
کارخانہ ہذا سرکار میں منظور شدہ ہے

عمدہ کٹ پیس منگوا کر فائدہ اٹھاؤ آرہی ہے
کمپنی ہذا کے کارکن احمدی ہیں
کام دیانتداری سے ہوتا ہے۔

اس وقت کٹ پیس کی تجارت مقبول عام ہو رہی ہے۔ قلیل سرمایہ سے زیادہ منافع دینے والا یہی کام ہے۔ ہم نے نئے سال سے سپلائی مال میں تبدیلی کر دی ہے چھینٹیں پختہ رنگ۔ پاپلین۔ ٹریکولین۔ نرما۔ ساٹن۔ جاپانی۔ عام پسند مال بھیجا جاتا ہے۔ جس سے خریدار فائدہ اٹھائیں۔ تجارت کے لئے دو صد روپیہ کی گانٹھ منگوائیں ذاتی ضرورت کیلئے اور اہل وعیال کے پارچات کے لئے پچاس روپیہ کا بنڈل بطور نمونہ منگائیں۔ آرڈر کے ہمراہ چہارم رقم پیشگی آنی چاہیئے۔ مفصل لسٹ طلب فرمائیے

امریکن کمرشیل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱
(گورنمنٹ میں رجسٹری شدہ)

انیس عالم

ہومیوپیتھک ادویات سینکڑوں امریکن و جرمن ڈاکٹروں کی سالہا سال کی مجربات ہزاروں بار تجربہ شدہ۔ لاکھوں مریضوں کے لئے مفید ثابت ہو چکی ہیں۔ دنیا میں مقبول۔ مایوس العلاج مرد۔ عورت بچے بفضل خدا شفایاب ہوئے ہیں لطف یہ ہے۔ کم قیمت بھی ہیں۔ اطراف ہند سے دوست منگا کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ضرورت مند پورا حال تحریر فرما کر آزمائش کریں۔ خونی و بادی بواسیر۔ یرقان۔ دمہ۔ کنٹھ مالا۔ گنٹھیا۔ ناسور۔ پرسوت۔ باؤگولہ۔ داد و چنبل۔ پوشیدہ و دیگر گندہ بیماریوں کے لئے آپ کے مقامی ڈاکٹروں کی ادویات سے عمدہ اور سستی دوا

ملنے کا پتہ
ڈاکٹر محمد حسن ایم۔ ڈی انچ
ایس۔ پیری اکبر لیہ رکان پور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— سری نگر سے ۲۸ جنوری کی اطلاع مظہر ہے کہ مسلمانان کشمیر کے محبوب رہنما شیخ محمد عبداللہ صاحب کو ریگولیشن کے ماتحت چھ ماہ قید سخت کی سزا دیدی گئی ہے۔ شیخ صاحب نے اپنے بیان میں کہا۔ میں نے کوئی سیاسی تقریر نہیں کی۔ اس لئے قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

—— مہاراجہ صاحب کشمیر نے ایک اور آرڈی نینس جاری کیا ہے جس کے رو سے اشتعال انگیز خبروں کی اشاعت کرنے والوں کو سزائے قید و جرمانہ دی جائیگی۔

—— دہلی کے کانگرسی مولوی احمد سعید سکرٹری نام نہاد جمعیتہ العلماء کو ۲۷ جنوری دہلی میں یوم سرحد منانیکے سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا۔

—— ناظرین کو یاد ہوگا۔ یونیورسٹی کانووکیشن کے موقعہ پر گورنر پنجاب پر فائر کرنے کی سازش کے الزام میں تین ہندو نوجوانوں پر مقدمہ قتل چل رہا تھا۔ جنہیں سشن جج نے سزائے موت کا حکم دیا تھا۔ ان کی طرف سے ہائیکورٹ میں اپیل کیا گیا۔ ۲۸ جنوری کو تینوں بری کر دئے گئے۔

—— الہ آباد سے ۲۸ جنوری کی اطلاع ہے کہ ضلع ہردوئی کے ایک قصبہ میں غیر ملکی کپڑے کے بائیکاٹ کے سلسلہ میں جب بعض لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ تو ہجوم نے پولیس پر حملہ کر دیا۔ مجبوراً پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ جس سے ۱۳ اشخاص ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔

—— فسادات سکندر آباد ضلع ملتان کے سلسلہ میں پولیس نے ۹۷ مسلمانوں کا چالان کیا تھا۔ جنہیں سپیشل مجسٹریٹ نے بری کر دیا۔ لیکن ہندو پولیس افسر یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے سشن جج کے پاس جو سکھ ہے۔ نظر ثانی کی درخواست دی۔ اور اب اس کی طرف سے دوبارہ تحقیقات کا حکم صادر کر دیا گیا ہے۔

—— مغل لائن کا پہلا جہاز جو حاجیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ۲۷ جنوری کو جدہ پہنچ گیا۔

—— ۲۹ جنوری کو مولانا شوکت علی بمبئی پہنچ گئے ڈاکٹر امبیدکر بھی ان کے ساتھ تھے۔ دو ہزار والنیٹر اور بہت سے اچھوت بھی مختلف جھنڈے اٹھائے ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ڈاکٹر امبیدکار نے کہا۔ مسٹر گاندھی نے انگلستان کی فضا مکدر کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

—— گاندھی جی کی شمولیت کے بغیر گول میز کانفرنس کی کمیٹیوں کا کام جاری رکھنے کے خلاف احتجاج کے طور پر بمبئی کی پچیس تجارتی انجمنوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۲۸ جنوری سے ایک ہفتہ تک ہڑتال کی جائے۔ اور کاروبار بند رکھا جائے۔

—— حکومت پنجاب کے ایک غیر معمولی گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ لاہور میں کانگرس کے پانچ دفتر آرڈی نینس کے ماتحت ضبط کر لئے گئے ہیں۔

—— چیف کمشنر صوبہ سرحد نے ۲۸ جنوری کو اعلان کیا ہے۔ کہ ایک قبائلی لشکر نے نواب ویر کے علاقہ میں شورش پیدا کر رکھی ہے۔ شورش پسندوں نے پولیس کی ایک چوکی پر بھی حملہ کیا۔ اور اسے جلا دیا۔ سپاہی شدید جنگ کے بعد بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ دیکھ بھال کر نیوالے ہوائی جہازوں پر بھی سخت گولہ باری کی گئی۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ محکمہ ریلوے میں اس وقت تک تقریباً ساڑھے نو ہزار ملازمین تخفیف کے سلسلہ میں علیحدہ کئے جا چکے ہیں۔ جن میں سے پچیس اینگلو انڈین۔ ستائیس سو ہندو۔ اور تقریباً چھ ہزار مسلمان ہیں۔ حالانکہ تخفیف کی ابتداء میں وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ مسلمانوں کی قلت جو اس محکمہ میں ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جائیگا اس کے علاوہ اسمبلی میں کئی بار وعدہ کیا جا چکا ہے۔ کہ مسلمانوں کو آئندہ زیادہ تعداد میں ملازمتیں دی جائیں گی۔ گویا یہ پہلی قسط ہے۔ آئندہ دیکھئے یہ وعدے کس رنگ میں پورے ہوتے ہیں۔

—— مسٹر سٹیونز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کومیلا کے قتل کے الزام میں جن دو بنگالی لڑکیوں پر مقدمہ چل رہا تھا انہیں ٹریبونل نے حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا دی ہے۔ مگر لکھا ہے کہ جیل میں ان سے عمر اور صنف کا لحاظ رکھتے ہوئے سلوک کیا جائے۔ فیصلہ سننے پر انہوں نے کہا گھوڑوں کے اصطبل میں رہنے کی بجائے مر جانا اچھا ہے۔

—— لندن سے ۲۵ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ ڈارٹ مور کے جیل خانہ میں تین سو قیدیوں نے بغاوت کر کے ورزش کے سامان کے ساتھ پہریداروں پر حملہ کر دیا۔ گورنر کے دفتر کو آگ لگا دی۔ جس سے تمام ضروری کاغذات جل گئے۔ پولیس کی امداد کے لئے ملحقہ دیہات سے بھی لوگ آ گئے۔ دو گھنٹہ تک دست بدست لڑائی ہوئی۔ جس سے ایک درجن دار ڈر شدید زخمی ہوئے۔ اور دو درجن کے قریب قیدیوں کو زخم آئے۔

—— سر فضل حسین کیپ ٹاؤن پہنچ کر سخت بیمار ہو گئے تھے۔ اب رائٹر نے اطلاع دی ہے کہ وہ صحت یاب ہو چکے ہیں۔ اور اپنے فرض کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔

—— ۲۸ جنوری کو وائسریگل لاج دہلی میں گول میز کانفرنس کی مشاورتی سب کمیٹی کا اجلاس وائسرائے کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آئندہ اجلاس ۲۲ فروری کو ہوگا۔ اور اس کے بعد پندرہ روز مسلسل جاری رہیگا

—— مالی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت برطانیہ نے واجب الادا انکم ٹیکس کی ادائیگی کے لئے اپیل شائع کی تھی۔ جس کے جواب میں صرف ایک ہفتہ کے اندر اندر ۱۷ لاکھ پونڈ وصول ہو گیا۔ یکم لغایت ۲۳ جنوری کی وصولی ۶ کروڑ ۶۹ لاکھ پونڈ ہے۔

—— حکومت پنجاب کے سرکاری گزٹ میں اعلان ہوا ہے۔ کہ گورنر بااجلاس کونسل نے ایمرجنسی پاورز آرڈی نینس کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کو لوکل گورنمنٹ کے تمام اختیارات منتقل کر دئے ہیں۔

—— گورنر پنجاب پر حملہ کی سازش کے الزام میں جن تین ہندوؤں پر مقدمہ چل رہا تھا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کے ڈیفینس پر وارثان اور رشتہ داروں کا نوے ہزار روپیہ خرچ ہوا۔

—— اپر جہلم کنال کے اس حصہ کے دونوں طرف میں جو ریاست جموں و کشمیر کے علاقہ میں واقع ہے۔ محکمہ نہر کے افسروں اور ماتحت ملازموں کی حفاظت کے لئے دربار کشمیر کی درخواست پر حکومت ہند نے برطانوی افواج بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے چونکہ کو بالا مقصد کے علاوہ اس بات کا بھی انسداد کریں گی۔ کہ رعایائے کشمیر کے لوگ برطانی ہند اور برطانی رعایا ریاست جموں کی شورش میں حصہ نہ لے سکے۔

—— ۲۶ جنوری کو یوم سرحد کے سلسلے میں کانگرسیوں نے بمبئی میں پھر سخت شورش بپا کر دی۔ دو تین پولیس چوکیوں کو آگ لگا دی۔ اور سڑکیں روک کر فائر انجن کی نقل و حرکت میں رکاوٹ ڈالدی۔ بلدیہ کی صفائی کی تین گاڑیاں بھی جلا دی گئیں۔ پولیس پر پتھراؤ کیا گیا۔ پولیس نے تین بار گولی چلائی۔ جس سے ایک ہلاک اور ۱۲۱ مجروح ہو گئے۔

—— گول میز کانفرنس کی کمیٹیوں کے برطانی ارکان ۲۹ جنوری کی صبح کو بمبئی پہونچ گئے۔ کانگرسیوں نے سیاہ جھنڈیوں وغیرہ سے مظاہرہ کرنے کا انتظام کر رکھا تھا۔ لیکن آخری وقت

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا